إِنۡ أُرِيدُ إِلَّا ٱلۡإِصۡلَاحَ مَا ٱسۡتَطَعۡتُ

جنوری ۲۰۱۸ء

ماہنامہ

البرہان

لاہور

مدیر ڈاکٹر محمد امین

ماہنامہ **البرہان** لاہور

جلد ۲۲، شمارہ ۱، جنوری ۲۰۱۸ء/ ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ

مشمولات

○فکر و نظر

آدھا خالی گلاس | مدیر | ۵

○سیرت النبی

نعت | ادارہ | ۶

محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تقاضے | محمد ندیم | ۷

○تعلیم و تربیت

- تعلیمی اداروں میں تعمیر سیرت کا لائحہ عمل | ڈاکٹر محمد امین | ۸
- جدید تعلیم، دینی تقاضے اور مشترکہ نصاب | ڈاکٹر محمد نعمان | ۱۹
- تقاریظ: | مولانا عبدالمالک | ۲۸

تدریس القرآن ① | ڈاکٹر مزمل احسن شیخ

- اصلاحِ تعلیم کے لیے سپریم کورٹ میں اپیل | طارق سلیم لون | ۳۰

○تزکیۂ نفس

- خوف وخشیتِ الٰہی۔ ذرائع اور ثمرات | محمد خاں منہاس | ۳۷

○مغرب اور عالم اسلام

مغرب، عالمِ اسلام اور پاکستان | مدیر | ۴۵

○دریچے

پڑھتا جا شرماتا جا | 'نقیب سحر' | ۴۹

○مکالمہ

نقطۂ نظر | مدیر | ۵۱

○تبصرۂ کتب

تعمیر سیرت کا کام اور اس کے تقاضے (از موسیٰ بھٹو) | مدیر | ۵۵

○مشمولاتِ البرہان

البرہان ۲۰۱۷ء۔ ایک نظر میں | ۵۶

فکرونظر

آدھا خالی گلاس

اگر آدھے گلاس میں پانی ہو تو ایک آدمی کہہ سکتا ہے کہ آدھا گلاس بھرا ہوا ہے اور دوسرا کہہ سکتا ہے کہ آدھا گلاس خالی ہے۔

ہم پاکستان میں دینی جدوجہد کرنے والوں سے کہتے ہیں کہ ان کا آدھا گلاس بھرا ہوا ہے کیونکہ دینی سیاسی جماعتیں، دعوتی اور تبلیغی تحریکیں، دینی مدارس، مساجد اور بہت سے ادارے اور افراد دینی جدوجہد میں مصروف ہیں۔ والحمد لله علی ذلك اور ان سب شعبوں میں کام کرنے والے لوگ بلاشبہ مستحقِ تبریک و تشجیع و تحسین۔

لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ آدھا گلاس خالی کیوں ہے؟ اسے بھرنے کی کوشش کیوں نہیں کی جاتی؟ اور یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ آدھے گلاس میں جو پانی ہے اسے پی کر پینے والے کی پیاس کیوں نہیں بجھ رہی؟ کیا پانی ناصاف اور گدلا تو نہیں کہ پینے والوں کی صحت بہتر نہیں ہو رہی بلکہ دن بدن گر رہی ہے۔ افراد دین سے دور ہو رہے ہیں، معاشرہ اخلاقی بحران سے دوچار ہے اور اس میں غیر اسلامی رسوم و رواج زور پکڑ رہے ہیں اور ریاست سیکولر اور لبرل ہوتی جا رہی ہے۔

اگر دینی جدوجہد کرنے والے لوگ یہ باتیں نہیں سوچیں گے، ان کے اسباب پر غور نہیں کریں گے اور اپنا احتساب کر کے اپنے کام کی خامیاں دور نہیں کریں گے اور اپنی جدوجہد کو کامیاب اور ثمر آور نہیں بنائیں گے تو اس آدھے بھرے ہوئے گلاس کا فائدہ کیا ہے؟ پھر تو تجزیہ کرنے والے یہ کہنے پر مجبور ہوں گے کہ آدھا نہیں دینی جدوجہد کرنے والوں کا پورا گلاس ہی خالی ہے۔

اے اللہ! ہمیں اپنے معاملات پر غور کرنے، اپنا احتساب کرنے اور اپنے معاملات کو سدھارنے اور بہتر بنانے کی توفیق عطا فرما۔ آمین یا ربّ العلمین.

سیرۃ النبی

نعت

وَاَحۡسَنَ مِنۡكَ لَمۡ تَرَ قَطُّ عَيۡنِیۡ
وَاَجۡمَلَ مِنۡكَ لَمۡ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقۡتَ مُبَرَّأً مِنۡ كُلِّ عَيۡبٍ
كَاَنَّكَ قَدۡ خُلِقۡتَ كَمَا تَشَاءُ

(حضرت حسان بن ثابتؓ)

آپ سے اچھا انسان کسی آنکھ نے آج تک نہیں دیکھا اور آپ سا خوبصورت بیٹا کسی ماں نے آج تک نہیں جنا۔ آپ ہر خامی اور عیب سے پاک پیدا کیے گئے گویا ایسے ہی جیسا آپ خود چاہتے تھے۔

بَلَغَ الۡعُلٰی بِكَمَالِهٖ
كَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِهٖ
حَسُنَتۡ جَمِيۡعُ خِصَالِهٖ
صَلُّوۡا عَلَيۡهِ وَاٰلِهٖ

(حافظ سعدی شیرازیؒ)

آپ کی ذات گرامی میں عظمتیں اپنے کمال کو پہنچ گئیں اور آپ کے رُخِ انور کی ضوء سے دنیا سے باطل کی تاریکیاں چھٹ گئیں۔ آپ بہترین خصائل کے حامل تھے۔ پڑھو درود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات پر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ.

سیرۃ النبی

محمد ندیم[۱]

محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تقاضے

اللہ تعالیٰ نے مختلف مقامات سے مٹی جمع کر کے حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق فرمایا اور بنی نوع انسان پر عظیم الشان احسان فرما کر اپنی رحمت کے نتیجے میں آدم علیہ السلام کی پشت سے انسانوں کو آباد کیا۔ اس انداز سے انسانیت کی تخلیق کا فطرتی تقاضا ہے کہ اولادِ آدم میں اپنے ہم جنس یعنی دوسرے انسانوں کی طرف میلان اور محبت کا عنصر کارفرما ہونا چاہیے اور یہی مشاہدہ بھی ہے۔ اسی میلان اور اُنسیت کے باعث انسان دنیا میں مختلف رشتوں کے بندھن میں بندھا ہوا ہے جس سے انکار حقیقت کو جھٹلانے کے مترادف ہے۔ بنی نوع انسان کبھی اکیلا تھا، نہ ہے اور نہ کبھی رشتوں کے بندھن سے 'مادر پدر' آزاد ہوسکتا ہے۔ بعض رشتے ذاتی نوعیت کے اور خون (یعنی DNA) کی بنیاد پر ہوتے ہیں جو انتہائی مضبوط اور اہم ہوتے ہیں یہاں تک کہ بعض اوقات اخروی کامیابی کا انحصار اِنہی رشتوں کے تحفظ پر موقوف ہوتا ہے لیکن جو رشتے عقیدے اور فکر کی بنیاد پر ہوتے ہیں یہ اتنے مضبوط اور پائیدار ہوتے ہیں کہ اِن رشتوں کو برقرار رکھنے یا جوڑنے کی خاطر ذاتی نوعیت کے رشتوں کو خیر باد کہنے میں ذرا برابر بھی ہچکچاہٹ محسوس کرنا تو کجا سعادت سمجھی جاتی ہے اور یہ رشتہ دنیا جہان کے تمام مسلمانوں اور آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان امتی اور پیغمبر، مقتدی اور مقتدا، ماموراور امام کا ہے۔

تاریخ کے اوراق کو پلٹنے سے اس ضمن میں سیکڑوں واقعات کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ یہی وہ رشتہ ہے جو مسلمانوں کے ایمان کی اساس ہے۔ یہی وہ رشتہ ہے جس کے تحفظ کے لئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کی ہر مسلمان کی ہمیشہ سے آرزو رہی ہے، یہی وہ رشتہ ہے جو تمام مسلمانوں کو حد درجہ اختلافات کے باوجود ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیے رکھتا ہے۔ یہی وہ رشتہ ہے جس کی آئینی حیثیت ختم کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً اول تو سیدھی انگلیوں سے گھی نکالنے کی کوشش کی جاتی ہے جبکہ ناکامی کی صورت میں انگلیوں کو ٹیڑھا کیا جاتا ہے۔ یہی وہ رشتہ ہے جس کو منقطع یا کمزور کرنے کے

[۱] پشاور nts143043@gmail.com

لئے اغیار تانے بانے بن رہے ہیں لیکن جہاں مسلمانوں میں دیگر امور کے حوالے سے افراط و تفریط کا رویہ اختیار کیا گیا ہے وہاں اس رشتے کو بھی محبت میں غلو کی وجہ سے افراط اور عشق نا تمام کی وجہ سے تفریط کی نذر کر دیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت اور تعلیمات نہ تو ہمیں ذکر مصطفیٰ ترک کرنے کا سبق دیتی ہیں اور نہ بے جا تکلّفات وخرافات کے ذریعے شیطان کی معاونت اور بھائی بننے کی ترغیب دیتی ہیں۔ ہمارے ہاں ایک طرف شرکیہ نعتوں سے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دی جاتی ہے، بناوٹی قوالیوں سے عوام الناس کو خرافات کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے اور بے جا فضول خرچیوں سے چراغاں کر کے محفلوں کو رونق بخشی جاتی ہے جبکہ دوسری طرف تنقید برائے تنقید کے کلچر کو فروغ دیتے ہوئے "وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ" کا گلا گھونٹ دیا جاتا ہے۔ صبر، تحمل اور برداشت نام کی کوئی چیز دیکھنے کا اتفاق ہی نہیں ہوتا۔ نتیجتاً عوام دین سے بے بہرہ ہونے کے ساتھ ساتھ متنفر بھی ہو جاتے ہیں اور قائدین حضرات عوام الناس کی ہدایت اور اصلاح کی بجائے گمراہی و بگاڑ کا سبب بن جاتے ہیں۔

ہمارے درمیان یہ غلط فہمیاں ہمارے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتے کی ٹھوس بنیاوں کو نہ سمجھنے کی وجہ سے جنم لے رہی ہیں یہاں تک کہ ہم ایک دوسرے کی تکفیر تک کے قائل ہو جاتے ہیں اور قرآن حکیم کی آیت "وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ" [البقرہ۲: ۱۱۳] کا مصداق بن جاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہمارا رشتہ (۱) ایمان (۲) اطاعت (۳) اتباع (۴) اور محبت کی بنیادوں پر استوار ہے۔ جب ہم ان چار بنیادی ستونوں کو سمجھیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رشتہ ہمارے لیے دنیا و آخرت میں باعث نجات ہوگا ورنہ وقت گزرنے پر کفِ افسوس کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ ہمیں قرآن پاک اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معیار بنا کر اِن غلط فہمیوں کا راستہ روکنا ہوگا۔ ہمیں اپنے رویے میں اعتدال، انداز بیان میں شائستگی اور اتحاد و اتفاق کا دامن تھامنا ہوگا اور یہی اِس امت کا وطیرہ ہے، یہی قرآن پاک کی تعلیمات ہیں، یہی ہمارے اکابر و اسلاف کا دیا گیا سبق ہے جسے ہم بھلا چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے تقاضوں کو سمجھنے اور ان پر مر مٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا ربّ العلمین.

تعلیم و تربیت 　 ڈاکٹر محمد امین

تعلیمی اداروں میں تعمیرِ سیرت

- طلبہ کی تعمیرِ سیرت میں استاد اہم کردار ادا کرتا ہے
- طلبہ کی تعمیرِ سیرت سے پہلے استاد کا اپنا تزکیۂ نفس ہونا ضروری ہے
- اساتذہ اور طلبہ کی تعمیر سیرت کا لائحہ عمل

ایک بات ابتداء ہی میں عرض کرنے کی ہے کہ تزکیۂ نفس، تربیت، تعمیرِ سیرت اور کردار سازی ہماری رائے میں تقریباً ہم معنی اور مترادف اصطلاحات ہیں۔ تزکیۂ نفس قرآنی اصطلاح ہے اور تربیت، تعمیر سیرت اور کردار سازی کے الفاظ تعلیمی حلقے عموماً استعمال کرتے ہیں۔ اس عوامی تاثر میں کوئی وزن نہیں ہے کہ تزکیۂ نفس کوئی مذہبی اور مقدس قسم کی چیز ہے جو ذکر کے حلقوں، مراقبوں، چلّوں، قوالیوں اور صوفیوں سے عبارت ہے جبکہ تعمیرِ سیرت اور تربیت اس سے الگ چیز ہے ۔حقیقت یہ ہے کہ تزکیۂ نفس کا مطلب بھی یہی ہے کہ آدمی بری عادتیں اور برے رویے چھوڑ دے اور تعمیری عادتیں اور تعمیری رویے پروان چڑھائے، جیسا کہ اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ اس تحریر میں ہم تربیت، تعمیر سیرت اور کردار سازی کی جگہ تزکیۂ نفس کی اصطلاح زیادہ استعمال کریں گے۔

اس تحریر میں ہمارا مخاطب ہر استاد (Teacher) ہے جو مربی (تربیت کرنے والا یعنی Mentor) اور مزکّی (تزکیۂ نفس کرنے والا) ہوتا ہے... یا اسے ہونا چاہیے۔

باعث تحریر آنکہ

طلبہ کی تعمیر سیرت پر مرتبہ کردہ اپنی کتاب چھپنے سے پہلے ہم نے بہت سے اہل علم وفضل کو دکھائی تا کہ اس کی خامیاں دور ہو جائیں اور وہ زیادہ موثر ہو جائے۔ ان میں سے بعض نے ہمیں چھوٹے موٹے مفید مشورے بھی دیے۔ حال ہی میں حافظ محمد موسیٰ بھٹو صاحب نے (جو سندھ کے معروف اسلامی دانشور ہیں اور ماہنامہ بیداری حیدر آباد (اُردو، سندھی) کے مدیر بھی ہیں اور تزکیہ وتصوف پر بہت سی کتابوں کے مصنف بھی) کتاب کا مسودہ دیکھ کر ہمیں دو مشورے دیے۔ ایک تو یہ کہ آپ نے ہر سکول میں تربیت کمیٹی بنا کر اور سکول کے ایک استاد کو مربی ومزکی بنا کر تربیت کا جو نظام تجویز کیا ہے اس میں سوال یہ ہے کہ اگر مذکورہ مربی ومزکی استاد کا اپنا تزکیہ نہ ہوا ہو (جیسا کہ ہمارے ہاں لوگ عموماً اپنے تزکیۂ نفس کی طرف سے غافل ہیں) تو وہ طلبہ کا تزکیہ وتربیت کیسے

کرے گا؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ '' نیم حکیم خطرۂ جان اور نیم ملّا خطرۂ ایمان'' والی بات ہو جائے۔ دوسری بات انھوں نے یہ کہی کہ ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرحوم (پاکستان کے نامور فلسفی، اسلامی دانشور اور ماہر تعلیم، بانی اقبال اکیڈمی وصدر آل پاکستان ایجوکیشن کانگرس، متوفی ۱۹۶۹ء) نے اصلاح تعلیم اور طلبہ کی تربیت کے حوالے سے جن خیالات کا اظہار کیا ہے، ان سے اعتناء کیے بغیر بات مکمل نہیں ہو سکتی۔ غور کرنے پر ہمیں محترم بھٹو صاحب کی دونوں باتوں میں وزن نظر آیا۔ چنانچہ ہم نے ان دونوں موضوعات پر قلم اٹھانے کا فیصلہ کر لیا اور یوں یہ تحریر وجود میں آئی۔

مربّی اور تزکیۂ نفس

یہ بات صحیح اور منطقی ہے کہ اگر آدمی کے پاس کوئی چیز موجود نہ ہو تو وہ اسے دوسروں کو نہیں دے سکتا۔ مطلب یہ کہ اگر ایک آدمی کا اپنا تزکیہ نہ ہوا ہو تو وہ دوسروں کا تزکیہ نہیں کر سکتا۔ بالفاظ دیگر اگر استاد کی اپنی اسلامی تربیت نہ ہوئی ہو تو وہ یقیناً طلبہ کی اسلامی تربیت نہیں کر سکتا۔

پیشتر اس کے کہ ہم قارئین کو یہ بتائیں کہ تزکیہ سے کیا مراد ہے؟ اس کی کیا اہمیت ہے؟ اس کی ضرورت کیوں ہے؟ اس کے حصول کا طریق کار کیا ہے؟ اور یہ کہ اگر مربی استاذ اپنا تزکیہ کرنا چاہے تو کیسے کرے؟ اور اگر وہ اپنے طلبہ کے نفوس کا تزکیہ کرنا چاہے تو اس کا طریق کار کیا ہو؟ ہم عرض کریں کہ تزکیۂ نفس کے موضوع پر ہماری طویل اور مختصر تحریریں موجود ہیں۔ 'اسلام اور تزکیۂ نفس' کے نام سے ہماری ۹۰۰ صفحات کی کتاب ہے (جو دراصل پنجاب یونیورسٹی سے ہماری دوسری پی ایچ ڈی کا تحقیقی مقالہ ہے) جس میں اسلام میں تعمیر شخصیت کے اصول وقواعد اور عملی پہلوؤں کا تفصیلی مطالعہ ہے اور ان کا مغربی فکر وعمل سے تقابل کیا گیا ہے۔ 'تزکیۂ نفس - چند بنیادی مباحث' کے عنوان سے ہمارا ۵۶ صفحات کا ایک کتابچہ ہے جس میں تزکیۂ نفس سے متعلق بنیادی سوالوں کا جواب دیا گیا ہے۔ یہ دونوں کتابیں کتاب محل، دربار مارکیٹ، لاہور یا مکتبہ البرہان A-97 نیلم بلاک اقبال ٹاؤن لاہور سے منگوائی جا سکتی ہیں۔ ہاں ۸ صفحات کا ہمارا ایک پمفلٹ 'حقیقتِ تصوف' کے نام سے بھی ہے جو ڈاک ٹکٹ بھجوا کر مکتبہ البرہان سے بلا قیمت حاصل کیا جا سکتا ہے۔ تزکیۂ نفس سے متعلق ضروری کتابوں کا ہم نے اس کتاب کی آخری فصل میں دی گئی فہرست مراجع میں اضافہ کر دیا ہے تاکہ جو اساتذہ اس موضوع کا تفصیلی مطالعہ کرنا چاہیں وہ ان کتابوں سے فائدہ اٹھا سکیں۔

تزکیۂ نفس سے کیا مراد ہے؟

تزکیہ ایک عربی لفظ ہے جس کا مادہ ز ک و ہے۔ اس میں دو مفہوم پائے جاتے ہیں ایک کسی

چیز کو میل کچیل، گرد وغبار اور گندگی سے پاک وصاف کرنا اور دوسرے اس کی چمک دمک بڑھانا، اسے مزید اجلا بنانا۔ زکوٰۃ کا لفظ اسی سے ہے اور زکوٰۃ المال کا مطلب ہے کہ رزقِ حلال کماتے ہوئے ہم سے جو کمی کوتاہی ہو جائے مال کو اس کی بے برکتی اور ضرر سے بچایا جائے۔ دوسرے یہ کہ مال کو اللہ کی راہ میں اس کی تعلیمات کے مطابق خرچ کیا جائے تاکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت شامل ہو جائے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی اللہ کی راہ میں مال خرچ کرے یعنی زکوٰۃ وصدقات دے تو اس سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا ہے۔ [۱]

تزکیہ کی نسبت جب نفس سے ہو تو اس کا مطلب ہوتا ہے نفس انسانی کو بری عادتوں اور غلط رویوں سے بچانا اور اچھی عادتوں اور صحت مند رویوں کو بڑھانا اور پروان چڑھانا۔ صحیح رویہ کون سا ہے اور غلط کون سا؟ جو شخص اپنے نفس کا تزکیہ کرنا چاہتا ہے اگر وہ مسلمان ہے تو اس سوال کا جواب واضح ہے کہ یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ کریں گے کہ غلط کیا ہے اور صحیح کیا؟ گویا ایک مسلمان کے لیے تزکیۂ نفس کا مطلب ہے نفس کی ایسی تربیت کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی پر عمل کرنا اس کے لیے ممکن اور آسان ہو جائے اور طبیعت شریعت بن جائے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ یہ تزکیہ متوازن انداز میں ہو اور زندگی کے سارے شعبے اس سے یکساں انداز میں مستفید ہوں یعنی عقائد، عبادات، اخلاق اور معاملات میں، یا جیسے انفرادی اور اجتماعی زندگی میں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے دین کو مکمل کردیا ہے ”اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ“[المائدۃ ۵:۳] اور ہمیں پورے دین پر عمل کا حکم دیا ہے ”اُدْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۪“[البقرۃ ۲:۲۰۸] اس لیے دین کے سارے احکام پر عمل ضروری ہے۔

تزکیہ کی ضرورت واہمیت

قبولیتِ اسلام کا انحصار تزکیہ پر

تزکیۂ نفس کی ضرورت اس سے واضح ہے کہ جب تک طبیعت میں خیر کا مادہ نہ ہو آدمی اسلام بھی قبول نہیں کرسکتا جس کی مثال یہ ہے کہ مسلمانوں کی کمزور حالت دیکھ کر نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مکہ کے دو جری اور موثر آدمیوں یعنی عمرو بن حکم (ابوجہل) اور عمر بن خطابؓ میں سے کسی ایک کو ایمان لانے کی توفیق ملے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ بن خطاب کو ایمان

---

[۱] البقرہ ۲:۲۷۶

لانے کی توفیق دی جنہوں نے بعد میں اسلام اور مسلمانوں کی بڑی خدمت کی اور کارہائے نمایاں انجام دیے جبکہ ابوجہل کے حصے میں کفار مکہ کی سرداری اور اسلام اور مسلمانوں کی مخالفت آئی اور وہ غزوۂ بدر میں دو مسلمان بچوں کے ہاتھوں واصل جہنم ہوا۔ حضرت عمرؓ کے ایمان لانے کی وجہ یہی نظر آتی ہے کہ ان میں قبولیتِ خیر کا مادہ ابوجہل کے مقابلے میں زیادہ تھا اسی لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ ہماری اس بات پر اچنبھا نہ محسوس کیجیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے ادراک کا مادہ ہر انسان میں رکھا ہے ”وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰي ۚ“ [الاعراف ۷: ۱۷۲] اور نیکی بدی کی پہچان بھی ہر آدمی میں رکھی ہے ”فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝ “ [الشّمس ۹۱: ۸] اور اللہ تعالیٰ انبیاء کو صرف اتمام حجت کے لیے مبعوث فرماتا ہے ورنہ سلیم الطبع افراد کے لیے حق شناسی اور خیر کی زندگی بسر کرنا ناممکن نہیں ہوتا۔

اسلامی احکام پر عمل کا انحصار تزکیۂ نفس پر

معصیت سے بچنا

دوسری بات یہ کہ آدمی ایمان لے بھی آئے تو اسلام کے احکام پر عمل کرنا اس کے لیے ممکن نہیں ہوتا جب تک اس کے نفس کا تزکیہ نہ ہو جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے کہ جن آدمیوں کے دل میں اللہ کا خوف نہ ہو انہیں نماز بہت بوجھل اور بھاری محسوس ہوتی ہے۔ ”وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَي الْخٰشِعِيْنَ ۝ “ [البقرۃ ۲: ۴۵] اور منافقوں کے بارے میں بتایا کہ وہ نماز میں نہایت کسل مندی سے مارے باندھے اٹھتے ہیں یعنی ان کے لیے نماز کی ادائی مشکل ہوتی ہے ”وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ “ [النساء ۴: ۱۴۲] اور جہاد میں جانے سے بچنے کے لیے حیلے بہانے کرتے ہیں اور صحابہ کی جلالت شان کے باوجود ان کی بعض کمزوریوں کی نشان دہی کی جیسے وہ تجارتی قافلہ آنے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر چلے گئے [۱] احد میں پہاڑی درے پر جمے نہ رہ سکے۔ اور غزوۂ حنین میں جم کر لڑ نہ سکے۔ [۲] غرضیکہ جب تک آدمی کے نفس کا تزکیہ نہ ہو وہ معصیت سے نہیں بچ سکتا۔ وہ نہ ترک رذائل پر قادر ہو سکتا ہے اور نہ اکتساب فضائل پر۔

درجۂ احسان وکمال

اسی طرح تقرب الیٰ اللہ کے لیے جس مشقت کی ضرورت ہوتی ہے آدمی اس پر قادر نہیں

---

[۱] الجمعہ ۶۲: ۱۱

[۲] التوبہ ۹: ۲۵

ہوسکتا جب تک وہ نفس مزکیٰ، کا مالک نہ ہو جیسے کثرت سے عبادت کرنا یا اللہ کی راہ میں کثرت سے مال خرچ کرنا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو اتنی دیر کھڑے رہتے کہ آپ کے پاؤں مبارک سوج جاتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کو مداخلت کرنا پڑی۔[۱] ایسے ہی موقع پر جب حضرت عائشہؓ نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں اتنی مشقت کرتے ہیں جب کہ اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "افلا اکون عبدا شکورا"۔[۲] کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟۔غزوۂ احزاب کے موقع پر حضرت عمرؓ گھر کا آدھا سامان لے آئے تو حضرت ابوبکرؓ سارا گھر ہی اٹھا لائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پوچھنے پر کہا کہ صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مومن وہ ہے جس کا دل مسجد میں اٹکا رہتا ہے۔ایک نماز سے فارغ ہوتا ہے تو وہ اس انتظار میں رہتا ہے کہ کب اذان ہو اور وہ اگلی نماز کے لیے مسجد میں آئے۔اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درجۂ احسان کے بارے میں فرمایا کہ یہ اس طرح حاصل ہوسکتا ہے کہ آدمی یہ محسوس کرے کہ وہ اللہ کو دیکھ رہا ہے۔اور اگر یہ نہ ہوسکے تو کم از کم یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔ظاہر ہے آدمی اس منزل اور اس درجے کو نہیں پہنچ سکتا جب تک اس کے نفس کا تزکیہ نہ ہو۔

فلاح کا انحصار تزکیے پر

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا ہے "قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَكّٰىهَا ۝۹ وَقَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰىهَا ۝۱۰ "[الشّمس ۹۱:۹، ۱۰] یعنی فلاح پائی اس شخص نے جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا اور نا کام و نامراد ہوا وہ شخص جس نے اپنے نفس کا تزکیہ نہ کیا اور اسے معصیت کی میل کچیل سے نہ بچایا اور اسے مزید اجلا کر کے اس کی صلاحیتِ خیر میں اضافہ نہ کیا۔ دوسری جگہ فرمایا "قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ تَزَكّٰى ۝۱۴ وَذَكَرَ اسۡمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝۱۵ یعنی فلاح پا گیا وہ شخص جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا اور کثرت سے ذکر کرنے اور نماز قائم کرنے کی عادت ڈالی۔آگے فرمایا کہ تزکیہ نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ تم دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت کی زندگی بہتر اور دائمی ہے۔بَلۡ تُؤۡثِرُوۡنَ الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا ۝۱۶ وَالۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ وَّاَبۡقٰى ۝۱۷ "[الاعلیٰ ۸۷:۱۴ تا ۱۷]

اکثر مفسرین اور اہل علم ان آیات سے اس طرف گئے ہیں کہ آخرت میں کامیابی کا انحصار

---

[۱] المزمل ۷۳:۱ تا ۴

[۲] صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۱۱۳۰

تزکیۂ نفس پر ہے کیونکہ اعمالِ صالحہ کا دارومدار تزکیے پر ہے اور آدمی جب تک اپنے نفس کا تزکیہ نہ کرے وہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر بسہولت عمل نہیں کرسکتا۔ اور اگر وہ اپنے نفس کا تزکیہ نہ کرے گا تو اعمال صالحہ پر قادر نہ ہوسکے گا اور نہ اللہ کی رضا حاصل کر کے خود کو جنت کی نعمتوں کا حق دار اور اہل ثابت کر سکے گا۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ دنیا میں فلاح و کامیابی کا انحصار بھی تزکیۂ نفس پر ہی ہے کیونکہ جب ایک شخص اپنے نفس کا تزکیہ کرتا ہے، اللہ کو کثرت سے یاد کرتا ہے تو وہ اپنے دین سے جُڑ جاتا ہے، اس سے وابستہ ہو جاتا ہے۔ اپنے نظریۂ حیات سے یہ وابستگی اس کے لیے محرک عمل بنتی ہے۔ اس سے اس کی صلاحیتوں کو جلا ملتی ہے، اچھی عادتیں اور تعمیری رویے پروان چڑھتے ہیں جیسے محنت کی عادت، اخلاص، مستقل مزاجی، پابندی قانون، تنظیمی صلاحیتوں کا نمو، اطاعت امیر، پلاننگ، وقت کی پابندی وغیرہ۔ یہ وہ صلاحیتیں ہیں جو آدمی کو دنیا میں بھی آگے بڑھنے اور میرٹ پر دوسروں سے آگے نکلنے کے قابل بناتی ہیں۔ اور دنیاوی زندگی اللہ کے احکام و تعلیمات کے مطابق گزارنے کی اہلیت اس میں پیدا کرتی ہیں لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی کا انحصار تزکیۂ نفس پر ہے۔

تزکیہ مقصدِ بعثتِ انبیاء

غرض آدمی نہ مسلمان ہوسکتا ہے اور ہو جائے تو نہ اللہ کے اوامر ونواہی پر عمل کرسکتا ہے، نہ معصیت سے بچ سکتا ہے اور نہ درجۂ احسان پر فائز ہو کر تقرب الی اللہ کی منزل کو پہنچ سکتا ہے جب تک کہ اس کے نفس کا تزکیہ نہ ہو۔

تزکیۂ نفس کی یہی اہمیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں بتایا کہ انبیاء کی بعثت کا بنیادی مقصد ہی لوگوں کے نفوس کا تزکیہ کرنا ہے:

۔ سورۃ الاعلیٰ میں فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ کے صحیفوں میں بھی تزکیے ہی کی بات کی گئی تھی:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی ﴿۱۴﴾ وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰی ﴿۱۵﴾ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ﴿۱۶﴾ وَالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی ﴿۱۷﴾ اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی ﴿۱۸﴾ صُحُفِ اِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰی ﴿۱۹﴾

[الاعلیٰ ۸۷: ۱۴ تا ۱۹]

۔ حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ کو حکم دیا گیا کہ فرعون کے پاس جاؤ اور اسے پیار محبت سے دین کی

دعوت دو تا کہ اس کا تزکیہ ہو اور وہ اپنے غلط موقف پر نظر ثانی کرے:

اِذۡهَبۡ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ اِنَّهٗ طَغٰىؗ ۝۱۷ فَقُلۡ هَلۡ لَّكَ اِلٰٓى اَنۡ تَزَكّٰىۙ ۝۱۸ [النازعات ۷۹: ۱۷، ۱۸]

۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشن اور لائحہ عمل ہی تعلیم کتاب وحکمت اور تزکیۂ نفس بتایا:

يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ ۚ [آل عمران ۳: ۱۶۴]

قرآن حکیم میں یہی مشن اور حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تین دوسری جگہوں پر بھی موجود ہے یعنی البقرہ ۲: ۱۲۹، ۱۵۱، اور الجمعہ ۶۲: ۲ میں۔

اگرچہ یہاں تعلیم وتلاوتِ کتاب اور تعلیمِ حکمت کو بھی مقاصدِ بعثت میں شامل کیا گیا ہے تاہم غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ ان آیات میں تزکیے کا ذکر تعلیم کتاب وحکمت سے پہلے بھی ہے اور بعد میں بھی جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اوّل وآخر مقصود تزکیہ ہی ہے، بلکہ تعلیم کتاب وحکمت ذریعہ ہے اور تزکیہ اس کی غایت اور نتیجہ۔ اعمال اور ان کی غایت کے حوالے سے دیکھیے مندرج ذیل جدول:

عمل	غایت ونتیجہ
تعلیمِ کتاب وحکمت .... کی غایت	تزکیۂ نفس
تزکیۂ نفس .... کی غایت	اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات پر عمل
اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات پر عمل .... کی غایت	آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی نعمتیں (جنت)

مطلب یہ کہ تزکیۂ نفس کی اہمیت یہ ہے کہ اس کا آخری نتیجہ ہے اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول اور جنت۔

تصوف کی ضرورت وکردار

خلافت راشدہ میں فتوحات اتنی تیزی سے ہوئیں اور اتنے زیادہ لوگوں نے اسلام قبول کیا کہ ان کی فوری تربیت نہ ہو سکی۔ دوسری طرف فتوحات اور سیاسی وسماجی استحکام کی وجہ سے ہر طرف خوشحالی کا دور دورہ ہوا اور دولت کی ریل پیل ہوگئی۔ ان حالات میں اخلاقی خرابیاں بڑھنے لگیں تو رئیس المحدثین حضرت حسن بصریؒ، حضرت ثابت بنانیؒ، بشیر حافیؒ۔ جنید بغدادیؒ، عبداللہ بن مبارکؒ جیسے بزرگوں نے لوگوں کی اسلامی تربیت اور تزکیہ کی طرف توجہ کی۔ یہ کوششیں دینی مدارس کی طرح ایک ادارے کی شکل اختیار کر گئیں جس کا نام تصوف پڑ گیا اور جس کا بنیادی مقصد

لوگوں کے نفوس کا تزکیہ کرنا تھا۔ اس کی شکل یہ تھی کہ دین کے کسی صالح عالم کے لیے شہر سے باہر لوگوں کی تعلیم وتزکیہ کے لیے زاویہ/ رباط/ خانقاہ کے نام سے ایک عمارت بنادی جاتی جس میں یہ بزرگ مزکی/ مربی/ مرشد کا کردار ادا کرتے۔ لوگ باگ وہاں جا کر چندے قیام کرتے، جہاں انہیں کھانے اور رہائش کی سہولت بلا معاوضہ میسر ہوتی۔ وہ اس مربی سے دین سیکھتے اور دین پر عمل کرنا سیکھتے۔ اس ادارے کا منہاج دو نکات پر مبنی تھا: ایک کثرتِ ذکر اور دوسرے صحبتِ صالح۔ یہ دونوں امور قرآن وسنت کی نصوص پر مبنی ہیں۔ جلد ہی یہ ادارہ مقبول ہو گیا اور مسلم ممالک کے تمام شہروں اور قصبوں میں زاویے/ رباط/ خانقاہیں وجود میں آ گئیں جن سے لاکھوں کروڑوں لوگوں نے فائدہ اٹھایا اور ان کی دینی زندگی بہتر ہو گئی۔

جب امت زوال پذیر ہو گئی تو اس ادارے کو بھی زوال آیا اور اس میں بہت سے غیر اسلامی رسوم ورواج شامل ہو گئے۔ بعض صوفیاء یونانی، ہندی اور یہودی فلسفوں سے متاثر ہو گئے بلکہ بعض لوگ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ مسلم زوال میں متاخرین صوفیاء کا بھی کردار ہے جیسا کہ اقبال کہتا ہے کہ ؎ اے کشتۂ سلطانی و ملّائی و پیری۔ یعنی اقبال کے نزدیک زوالِ مسلم کے تین اسباب ہیں: (۱) ملوکیت (۲) علماء کا جمود اور (۳) متاخرین صوفیاء کا راہبانہ تصوف

اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن وسنت تزکیۂ نفس کے لیے کفایت کرتے ہیں لیکن بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ نفس کو مرض لگ جاتا ہے۔ غلط عقائد اور غلط تربیت سے آدمی طبعِ سلیم کا حامل نہیں رہتا۔ تو جس طرح ہمیں جسمانی مرض کا علاج کرانا پڑتا ہے اسی طرح اخلاقی اور باطنی امراض کے علاج کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی شخص کا معدہ خراب ہو جائے تو اگر آپ اس کو گھی مکھن بھی کھلائیں تو اس کی صحت اچھی نہ ہو گی۔ اس میں قصور گھی مکھن کا نہیں بلکہ معدے کی خرابی کا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی آدمی بظاہر احکام شریعت بجا بھی لاتا ہے لیکن اس کے نتائج نہیں نکلتے مثلاً آپ روزہ رکھتے ہیں لیکن آپ کو تقویٰ حاصل نہیں ہوتا۔ آپ نماز پڑھتے ہیں لیکن وہ نماز آپ کو منکرات وفواحش سے نہیں روکتی تو اس میں نہ نماز کا قصور ہے اور نہ روزے کا بلکہ آپ کا نفس مختلف عوارض کی وجہ سے متوقع نتائج مرتب نہیں ہونے دیتا۔ اس معالجۂ نفس کے لیے مزکی کا عالم اور صالح ہونا کافی نہیں بلکہ اس کا ماہرِ نفس ہونا بھی ضروری ہے تاکہ وہ مرضِ نفس کا علاج کر سکے۔ ظاہر ہے اس علاجِ نفس میں کسی مسلمان کے لیے کوئی ایسی چیز قابل قبول نہیں ہو سکتی جو خلافِ قرآن وسنت ہو۔

اسی طرح اگر کوئی مسلمان قرآن وسنت کے احکام بجالا رہا ہو اور ان کے مطلوبہ نتائج اسے حاصل ہورہے ہوں تو اسے کسی تصوف، مربی یا معالج باطن کی ضرورت نہیں، اس کے لیے قرآن وسنت کافی ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص معصیت میں مبتلا ہوجائے اور خود پوری کوشش کے باوجود معصیت کے گڑھے سے باہر نہ آسکے تو اسے ضرور کسی مربی یا مزکی کی مدد لینی چاہیے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص نماز پڑھتا ہو لیکن اگر وہ خود اپنی نماز کے معیار سے مطمئن نہ ہو اور سمجھتا ہو کہ اس کی نماز حضوع وخشوع سے خالی ہے یا وہ درجۂ احسان وکمال (Excellence) باوجود اپنی پوری کوشش کے حاصل نہ کرسکے تو کسی عالم وصالح مربی ومزکی سے مدد لینے میں کوئی ہرج نہیں۔

ہم پھر باصرار کہتے ہیں کہ قرآن وسنت تزکیۂ نفس کے لیے کافی ہیں لیکن اگر آپ معصیت میں مبتلا ہیں یا احکام شریعت پر عمل سے آپ کو مطلوبہ نتائج حاصل نہیں ہورہے (جس کے بہترین جج آپ خود ہیں کہ ہر آدمی کے اندر اللہ نے 'ضمیر' نام کی ایک چیز رکھی ہوئی ہے) جس کا مداوا آپ اپنی کوششوں سے نہیں کرسکتے تو آپ کو لازماً کسی ماہرِ نفس صالح عالم (مربیّ/ مزکیّ/ مرشد) کی مدد لینی چاہیے کیونکہ یہ بہت اہم بات ہے۔ یہ آپ کی آخرت میں کامیابی اور ناکامی کا مسئلہ ہے۔ تاہم یہ ضروری ہے کہ اصلاح ومعالجہ قرآن وسنت کے مطابق ہو کیونکہ کوئی مسلمان قرآن وسنت کے خلاف کوئی بات قبول نہیں کرسکتا اور نہ اسے کرنی چاہیے۔ تصوف میں بلاشبہ غیر اسلامی رسوم ورواج داخل ہوچکے ہیں، اس کے مدعی اکثر جاہل ہیں جن کے پیشِ نظر صرف دنیا اور مال ودولت ہے۔ اس کو وراثت اور گدی نشینی بنادیا گیا ہے اور اکثر مدعیانِ تصوف کو تزکیۂ نفس کا پتا ہی نہیں کہ تزکیۂ نفس کس شے کا نام ہے۔ ظاہر ہے ایسے لوگوں کے پاس جانا اپنے دین وایمان کو ضائع کرنا ہے جس کی ہم وکالت نہیں کررہے۔ تاہم اگر تزکیہ کی احتیاج ہو تو قرآن وسنت کے اندر رہتے ہوئے اس کے لیے کوشاں ہونا انتہائی ضروری ہے اور اس بات کو اہمیت نہ دینا فریبِ نفس اور بے عقلی ہے اور یہ چیز دین کا صحیح فہم نہ ہونے اور فکرِ آخرت سے غفلت کی مظہر ہے۔

تزکیۂ نفس سے غفلت کے اسباب

آپ سوچتے ہوں گے کہ اگر تزکیۂ نفس دین میں اتنی ہی اہم چیز ہے تو مسلمان اس سے غافل کیوں ہوگئے ہیں؟ اس کے متعدد اسباب ہیں جن میں سے چند اہم یہ ہیں:

۱۔ **دین سے دوری:** آج کل مسلمانوں کے دل میں دین کی وہ بنیادی اہمیت نہیں رہی جو

ہونی چاہیے۔'مذہبی آدمی' ہونا عام لوگوں کے نزدیک ایک اضافی خوبی سمجھی جاتی ہے اور مغرب زدہ اور مادہ پرست ماڈرن مسلمانوں کے نزدیک یہ چیز خوبی کی بجائے ایک عیب سمجھی جاتی ہے اور اسلامی تعلیمات پر عمل کرنا مثلاً نماز پڑھنا، داڑھی رکھنا، شلوار قمیص اور ٹوپی پہننا نکو بننے اور غیر مہذب ورجعت پسند بننے کے مترادف ہے بلکہ مغرب تو ایسے لوگوں کو انتہا پسند اور دہشت گرد قرار دیتا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ آخرت کا خوف ختم ہو کر رہ گیا ہے اور دنیاداری'دنیا پرستی' اور دین سے دوری میں تبدیل ہو کر رہ گئی ہے۔

۲۔ **مغربی تہذیب کی پیروی:** مغرب اپنی فکر و تہذیب کو'دین' نہیں کہتا لیکن عملاً اور حقیقتاً وہ دین ہی ہے یعنی ایک مکمل طرز زندگی جو اللہ کی بجائے انسان کی خدائی یعنی اس کی عقل اور خواہشاتِ نفس پر مبنی ہے۔ یوں وہ مکمل طور پر الحادی اور غیر اسلامی ہے۔ لیکن مغربی فکر و تہذیب کے علمبردار ممالک چونکہ دنیاوی لحاظ سے ترقی یافتہ اور ہر لحاظ سے غالب ہیں اور مسلمان پس ماندہ اور مغلوب ہیں لہٰذا مغربی ممالک (امریکہ و یورپ) اپنی فکر و تہذیب ترغیب و ترہیب سے مسلم ممالک میں جاری و نافذ کرنے کی کامیاب کوششیں کر رہے ہیں اور مسلمان ذہنی وفکری غلامی کی وجہ سے اسے قبول کر لیتے ہیں، یہ دیکھے بغیر کہ یہ غیر اسلامی ہے، الحادی ہے اور بے دینی تک لے جانے والی ہے۔ مسلمان معاشروں میں دین سے دوری، دنیا پرستی، مال و دولت اور دنیاوی آسائشوں ہی کو سب کچھ سمجھنا، مادہ پرستی، فحاشی و عریانی، معیار زندگی بلند کرنے کی دوڑ، راتوں رات امیر بننے کی خواہش.... سب اسی مغرب پرستی کا نتیجہ ہیں۔

۳۔ **تصوف کی خرابیاں:** تصوف کے غیر اسلامی رسوم و رواج نے بھی لوگوں کو بددل کیا ہے۔ لوگ یہ سوچتے ہیں کہ اگر ایسے غیر اسلامی تصوف نے لوگوں کا تزکیہ کرنا ہے تو ہم اس کے بغیر ہی بہتر ہیں۔ اس ردعمل کے ذمہ دار ظاہر ہے تصوف کے نام نہاد علمبردار اور پیروکار ہیں جنہوں نے اپنے ادارے کی تطہیر پر اصرار کرنے کی بجائے غیر اسلامی تصورات و اعمال کو قبول کر لیا ہے اور انہیں عین اسلام باور کرنے اور کرانے پر مصر ہیں۔

۴۔ **دین کا غیر متوازن تصور:** اس کی کئی صورتیں ہیں:

i۔ تصوف کے بعض علمبردار مبالغے سے کام لیتے ہوئے کہتے ہیں کہ اصل چیز تزکیہ وتصوف اور طہارتِ باطن ہے اور باقی سب دنیاداری اور ظاہر پرستی ہے۔ اس سے وہ دین کے

فرائض وواجبات کو بھی حقارت کی نظر سے دیکھنا بلکہ ترک کرنا شروع کردیتے ہیں۔

ii۔ اس کے ردّعمل میں کچھ لوگوں نے ظاہری اعمال پر قناعت کرلی اوران کی روح اور نتائج سے صرفِ نظر کرلیا مثلاً سب مسلمان جانتے ہیں کہ نماز خشوع وخضوع سے پڑھنی چاہیے لیکن اکثر نمازیوں کو اس کا عمر بھر احساس نہیں ہوتا اور وہ رسمِ نماز ادا کرکے سمجھتے ہیں کہ انہوں نے اپنا فرض کامیابی سے ادا کردیا ہے خواہ اس نماز کے اچھے نتائج ان کی زندگی پر مرتب ہوں یا نہ ہوں۔

iii۔ بعض لوگ تزکیے کا مطلب صرف ذکر اور عبادت کی کثرت سمجھتے ہیں۔ عمدہ اخلاق، معاملات میں راست بازی اور اجتماعی زندگی کو اسلامی تعلیمات کے مطابق گزارنے کو وہ اہمیت نہیں دیتے اور نہ ان پر عمل ان کی زندگی میں نظر آتا ہے۔

iv۔ اسی طرح بعض لوگ انفرادی زندگی میں اسلامی تعلیمات پر عمل اور فرد کی اصلاح کے تو قائل ہوتے ہیں لیکن اجتماعی زندگی (معاشرت، معیشت، سیاست وغیرہ) کی اصلاح اور ان کے اسلامی کردار پر اصرار کی اہمیت کو وہ سمجھنے پر تیار نہیں ہوتے۔

v۔ بعض لوگ اجتماعی زندگی کی اصلاح (جیسے صحیح اسلامی ریاست کے قیام) ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں اور تعلیم وتزکیہ اور دعوت واصلاح یعنی فرد کی صحیح تعمیر سیرت کو اہمیت نہیں دیتے حالانکہ جب تک فرد کی اصلاح نہ ہو معاشرے اور ریاست کی اصلاح ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ معاشرہ افراد ہی سے مل کر بنتا ہے، ریاست کا انتظام افراد ہی نے چلانا ہوتا ہے اور محض اسلامی قانون سازی سے لوگ اسلامی تعلیمات پر عمل نہیں کرتے۔

vi۔ بہت سے لوگ اپنے فقہی اور کلامی مسلک کو عین دین سمجھتے ہیں اور حق کو اپنے مسلک ومشرب میں محصور سمجھتے ہیں اور وہ اس حقیقت کا ادراک نہیں کرتے کہ سارے مسالک 'اجتہادی مکاتب فکر' ہیں اور اجتہاد میں غلطی کا امکان سارے اہل علم کے نزدیک ایک تسلیم شدہ امر ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ دوسروں کو غلط اور گمراہ سمجھتے ہیں اور ان کی اصلاح کے جوش میں ان کی تفسیق وتکفیر کرتے ہیں۔

یہ وہ چند اہم اسباب ہیں جن کی وجہ سے بہت سے لوگ تزکیۂ نفس کی اہمیت سے غافل ہیں اور انہیں عمر بھر اپنے نفس کے تزکیہ کا خیال ہی نہیں آتا۔ (جاری ہے)

تعلیم و تربیت

ڈاکٹر محمد نعمان[۱]

جدید تعلیم، دینی تقاضے اور مشترکہ نصاب (آخری قسط)

مروجہ نصاب کو دینی تقاضوں اور ضروریات سے ہم آہنگ کرنے کے لیے اصلاحات اور نصاب کا مجوزہ خاکہ

ہندوستان پر انگریزی سامراج کے تسلط تک درس نظامی رائج تھا

یہ نظامِ تعلیم علومِ عربیہ، تفسیر، حدیث، فقہ، عقائد و کلام، فلسفہ و منطق، ریاضی، طب اور ہندسہ وغیرہ تمام علوم کو جامع تھا۔ درس نظامی چونکہ تمام دینی اور دنیاوی علوم پر مشتمل تھا اس لیے اس نظامِ تعلیم کے فارغ التحصیل مسلمان طلباء عملی زندگی کے ہر شعبے کی ذمہ داریاں اٹھا لینے کی استعداد رکھتے تھے۔ چنانچہ ہر شخص اپنے ذوق اور صلاحیتوں کے مطابق زندگی کے جس شعبہ کو پسند کر کے اختیار کر لیتا اس میں اس کو ترقی کے تمام تر مواقع میسر رہتے تھے۔

غرضیکہ اس نظام تعلیم کے زیر تربیت کبار علماء، مفسرین، محدثین، فقہاء متکلمین، فلاسفر، ادباء اور مصنفین کی طرح ماہرینِ طب و سائنس، بڑے بڑے آفیسر اور ماہرین قانون بھی پیدا ہوئے۔ یہ لوگ علم و فن کے میدان میں مکمل دستگاہ رکھتے تھے۔

اس نظامِ تعلیم کا بنیادی اور اساسی مقصد یہ تھا کہ آدمی اپنے دین میں مکمل رسوخ حاصل کرے اور اپنے عقائد میں پختگی پیدا کر کے اپنی عملی زندگی کو دینی بنیادوں پر استوار کرے نیز اپنے عقائد اور عمل کی صحت و درستگی کے مسائل سے کماحقہ واقف ہو سکے تاکہ اجنبی نظریات اس کو کسی دھوکہ میں مبتلا نہ کر سکیں اور ہوا و ہوس غلط راستوں پر ڈال دینے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اس وجہ سے فراغت کے بعد طالب علم بے خوف و خطر طب و سائنس کا شعبہ اختیار کر لے یا فلسفہ و منطق کا۔ خواہ تفسیر حدیث اور فقہ قانون کے شعبوں کو اپنا لے اس کے راہ راست سے بھٹک جانے کا کوئی اندیشہ نہ ہوتا تھا۔

مذکورہ بالا کتب اس نظامِ تعلیم کی اس اساس اور بنیادی مقصد کی طرف مکمل رہنمائی کرنے کے ساتھ طلباء میں صحیح علمی ذوق بھی پیدا کر دیتی ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیجیے کہ اس

[۱] اسسٹنٹ پروفیسر ادارہ تعلیم و تحقیق، پشاور یونیورسٹی

نظامِ تعلیم کا اساسی اور بنیادی مقصد طلباء میں صحیح ذوق پیدا کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نظامِ تعلیم کے ماہرین نے نصابی کتب کے تغیر و تبدل کے بارے میں کسی جمود سے کام نہیں لیا کہ انہی مخصوص کتب پر انحصار کیے رکھتے۔ بلکہ اس امر کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ ہندوستان کے اربابِ مدارسِ دینیہ اس نصاب ''درس نظامی'' کو اساس کے طور پر تو اختیار کیے ہوئے ہیں لیکن حالات وواقعات کے تبدل و تغیر کے ساتھ اس میں حذف واضافہ بھی کرتے رہے۔ البتہ اس ضمن میں اس بات کا خصوصی خیال رکھا گیا کہ ''درس نظامی'' کی حقیقی روح اور اغراض ومقاصد کسی بھی طور پر متاثر نہ ہونے پائیں۔ چنانچہ سلطنتِ مغلیہ کے زوال تک ہندوستان کے تقریباً تمام مدارس میں ''درس نظامی'' کی یہی روح کئی صدیوں تک یوں ہی کارفرما رہی۔

برصغیر پاک وہند پر انگریزی سامراج کے مسلط ہوجانے کے بعد انگریزوں نے یہاں پر ایک جدید نظام تعلیم کے نفاذ کا پروگرام مرتب کیا۔ یہاں اس امر کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ وقت کے مروجہ نظامِ تعلیم (درس نظامی) میں بعض جدید علوم وفنون کا ہونا اشد ضروری تھا کیونکہ مغربی فلاسفر اور سائنس دانوں نے فلسفہ وسائنس میں بہت سے جدید موضوعات اور مباحث کا اضافہ کیا تھا۔ یہ تغیر اگر مسلم حکمرانوں کے عہد میں واقع ہوتا تو یقیناً وہ اس جدید فلسفہ وسائنس کا درس نظامی میں اس انداز سے اضافہ کردیتے کہ اس سے ان کے نظام تعلیم کی حقیقی روح بھی متاثر نہ ہوتی اور نہ اس کے اغراض ومقاصد کو کوئی نقصان پہنچ پاتا۔

بظاہر انگریزوں کا دعویٰ یہ تھا کہ وہ مسلمانوں کو جدید علوم سے آراستہ کرنا چاہتے ہیں لیکن اس دعویٰ کے پس پردہ درحقیقت یہ مقاصد کارفرما تھے کہ مسلمانوں کے قلوب میں مغربی علوم وتمدن کے تفوق کے ذریعہ مغرب کی بالادستی کو رائج کردیا جائے جس کا یقیناً یہ نتیجہ ہوگا کہ مسلمانوں کے اپنے علوم، تمدن وتہذیب اور قومی تشخص ونظامِ تعلیم وغیرہ تمام امور ان کی نظروں میں حقیر اور بے معنی ہوکر رہ جائیں گے۔ جدید نظام تعلیم کے بانی ومرتب لارڈ میکالے نے ہندوستانیوں کے تعلیمی امور پر بحث کے دوران برطانوی دارالعلوم کے ایک اجلاس میں واشگاف الفاظ میں اپنے مقاصد کا یوں اظہار کیا تھا کہ:

''ہمارے لیے یہ اشد ضروری ہے کہ ہم ہندوستانی نوجوانوں کے اذہان وقلوب کو بدل ڈالنے کی کوشش کریں۔ ہم ان کو ہندوستانی عوام اور اجنبی حکمرانوں کے درمیان رابطہ کے طور پر

استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں ان لوگوں کی تربیت اس انداز سے کرنا ہے کہ نسل ورنگ کے اعتبار سے تو یہ ہندوستانی ہی رہیں، لیکن ذہنی وفکری انداز خالصۃً انگریزی ہونا چاہیے؟'' اندازہ لگائیے کہ اس جدید نظام تعلیم کی ترویج میں پس پردہ نگریزوں کے مقاصد کس قدر گھناؤنے تھے۔

الغرض یہ جدید نظام آہستہ آہستہ ہر علاقے میں پھیلتا چلا گیا حتی کہ پورے ہندوستان میں اس کا رواج ہوگیا۔ مسلمانوں نے اس خوش فہمی میں اسے خوش آمدید کہا کہ اس طرح جدید علوم اور ٹیکنیکل صنعتوں سے وہ بھی فوائد حاصل کرسکیں گے اور دیگر ہندوستانی اقوام کے شانہ بشانہ چلنے کی ان میں بھی استعداد پیدا ہوسکے گی۔ دوسری طرف حکومت نے تمام سرکاری ونیم سرکاری ملازمتوں کے لیے صرف اس جدید نظامِ تعلیم کے تربیت یافتہ افراد کے قبول کیے جانے کا اعلان کرکے درس نظامی کے فارغ التحصیل تمام افراد کے لیے معاش کے دروازے بند کردیے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ ہندوستانی باشندوں کی عظیم اکثریت انہی سرکاری تعلیمی اداروں کی جانب امڈ پڑی اور ایک انتہائی قلیل تعداد کے سوا پوری قوم نے قدیم طرز کے دینی تعلیمی مدارس کے بارے میں مکمل طور پر سردمہری بلکہ بے توجہی کا رویہ اختیار کرلیا جس کا اثر یہ ہوا کہ درس نظامی کے تحت چلنے والے مدارس کی تعداد روز بروز گھٹتی چلی گئی۔

اس صورت حال نے ہندوستان کے علماء کرام کو چونکا دیا۔ ان کو علوم دینیہ کے ضائع ہوجانے کا شدت سے احساس ہونے لگا۔ چنانچہ علوم دینیہ کی حفاظت اوران کی نشر واشاعت کے پیش نظر ان حضرات نے درس نظامی کی تعلیم کے لیے نئے مدارس کھولنے کی طرف پوری توجہ دینی شروع کردی۔ علماء کی ایک جماعت نے ان حضرات کی دعوت پر لبیک کہا کہ آمدنی حتی کہ فقر وتنگ دستی کو گلے سے لگایا اور علوا اسلامیہ کی حفاظت کے لیے اپنی زندگیاں وقف کردیں۔

یہی وہ بڑا سبب ہے جس کی وجہ سے دینی اور دنیاوی دو الگ الگ شعبوں میں مسلمانوں کا تعلیمی نظام منقسم ہوکر رہ گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سرکاری اسکولوں اور کالجوں نے علوم دینیہ سے بیگانگی کا رویہ اختیار کرکے خالصتاً جدید علوم وفنون کی ترویج وتعلیم کو ہی اپنا محور ومقصد قرار دے دیا اور دینی مدارس نے جدید مروجہ علوم سے قطع نظر علومِ دین اور اس کے مقتضیات ہی کی تعلیم وتعلم کے لیے

خود کو وقف کر لیا۔ (۱)

اب اگر پاکستان بننے کے بعد بھی ہم نے یہ دوئی ختم نہ کی تو کبھی بھی ہم اصلاح کے راستے پر گامزن نہیں ہو سکتے۔ اس کے لیے میں نے ایک نصاب تشکیل دیا ہے۔ جس کو ملک کے مقتدر علماء اور فقہاء کو ارسال کیا ہے تاکہ وہ اس نصاب کے بارے میں اپنی مفید آراء سے ہمیں مستفید کریں۔ اس ضمن میں شیخ الحدیث حضرت علامہ حسن جان صاحب، علامہ جسٹس مفتی تقی عثمانی صاحب، ڈاکٹر قبلہ ایاز صاحب اور ایجوکیشن ایڈوائزر جناب محمد حنیف صاحب سے اب تک جوابات موصول ہو چکے ہیں، جو نہایت حوصلہ افزاء ہیں۔ ہمارا نصابی ماڈل یہ ہے:

مجوزہ نصابی خاکہ۔ اسلامی تناظر میں

'پرائمری تعلیم سے یونیورسٹی تعلیم تک'

درجہ ابتدائیہ (Primary)

نرسری:

قرآنی قاعدہ/ قاعدہ نورانی۔ عربی حروف تہجی کی پہچان۔ کلمہ، تسمیہ، تعوذ۔ ''لکھنا، بولنا، حروف تہجی''۔

کلاس ون (پہلی جماعت)

قرآن کریم ناظرہ: ابتدائی ۲ پارے۔ کلمہ شہادت، کلمہ سوم، کلمہ چہارم۔ نماز، ثناء، سورۃ فاتحہ، سورۃ الاخلاص، تسبیحات رکوع، تسبیحات سجدہ، التحیات، دعائے قنوت زبانی یاد کرنا۔

اردو، پشتو، حساب ہندسے ۱ تا ۱۰۰ تک

انگریزی حروف تہجی (تصاویر کے ساتھ)

دوسری جماعت

قرآن کریم ناظرہ (پارہ ۳ تا ۸)۔ شش کلمات مکمل یاد کروانا، نماز مکمل یاد کروانا۔ اذان

---

(۱) مفتی تقی عثمانی، ہمارا تعلیمی نظام، ایچ پرنٹرز کراچی، ۱۴۱۵ھ ص: ۴۷ تا ۶۷

کے کلمات سکھانا۔ وضو کے فرائض۔ سنن سکھانا۔ اردو، پشتو، ریاضی، انگریزی

تیسری جماعت

قرآن کریم ناظرہ (پارہ ۸ تا ۱۵)۔ شش کلمات کی دہرائی (بمع معنی)۔ نماز کے فرائض (شرائط، ارکان) وضو کے فرائض وسنن عملی طور پر سکھانا۔ اردو، پشتو، ریاضی، انگریزی

جماعت چہارم

قرآن کریم ناظرہ (پارہ ۱۵ تا ۲۲)۔ نماز کے فرائض، واجبات وسنن عملی طور پر سکھانا، یعنی نماز پڑھوانا اور ان کی نگرانی کرنا۔ تعلیم الاسلام (۱ تا ۲۰ سوالات)۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش وبچپن کے واقعات (۷ سال تک)۔ اردو، پشتو، ریاضی، انگریزی، سائنس، معاشرتی علوم

جماعت پنجم

قرآن کریم ناظرہ مکمل۔ نماز کے مسائل سکھانے کے لیے ابتدائی عربی کی کتاب خلاصہ کیدانی۔ تعلیم الاسلام (۲۰ تا ۵۰ سوالات)۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۷ سال سے ۴۰ سال تک اہم واقعات۔ اردو، پشتو، ریاضی، انگریزی، جنرل سائنس، معاشرتی علوم

جماعت ششم

۱۔ قرآن پاک کی آخری ۵ سورتوں کو حفظ کرنا۔ سورۃ النصر سے سورۃ الناس تک اردو ترجمہ وتشریح یاد کروانا۔

۲۔ حدیث: اسلام کے بنیادی ارکان والی حدیث بمع ترجمہ یاد کروانا۔

۳۔ فقہ: نور الایضاح، کتاب الطہارت، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، بعثت سے مکی زندگی تک اہم واقعات، بعثت، ابتدائی دعوت، مشکلات ومصائب شعب ابی طالب میں، ہجرت حبشہ، سفر طائف۔

تعلیم الاسلام: حصہ دوم سوالات نمبر ۱ سے ۵۰ تک۔ عربی: علم صرف کی تعریف، فعل ماضی معروف/ مضارع کی گردان، ماضی مجہول، مضارع مجہول کی گردان، اسم فاعل، اسم مفعول، فعل امر، اسم ظرف، اسم آلہ، اسم تفصیل پہچان، علم ونحو کی تعریف، کلمہ کی تقسیم، اسم، فعل، حرف کی تعریف، مختلف ادبی اسباق شامل نصاب ہوں۔ اردو، ریاضی، انگریزی، مطالعہ پاکستان، ڈرائنگ،

سائنس۔

جماعت ہفتم

۱۔ قرآن کریم: سورۃ العادیات سے سورۃ الکافرون تک ترجمہ وتشریح، حفظ۔

۲۔ حدیث: مشکوٰۃ شریف کی پہلی فصل، بخاری شریف کتاب العلم سے ابتدائی ۱۵ احادیث

۳۔ فقہ: نورالایضاح کتاب الصلوٰۃ پڑھانا۔ نماز کی فرضیت و اہمیت کی دہرائی۔ روزہ کی فرضیت و اہمیت کی دہرائی

۴۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم: ہجرت مدینہ کے حالات وواقعات اسباب

میثاق مدینہ واقعات وشرائط، تعمیر مسجد قبا، تعمیر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، مؤاخات و بھائی چارہ، غزوہ بدر

تعلیم الاسلام: (۵۰ سے ۱۰۱ سوالات) یعنی حصہ دوم مکمل

عربی کا معلم (حصہ اوّل)

مخصوص ادبی اسباق ان کی تمارین، الفاظ کا جملوں میں استعمال

اردو، ریاضی، انگریزی، مطالعہ پاکستان، جنرل سائنس، ڈرائنگ

جماعت ہشتم

۱۔ قرآن کریم: سورۃ الفجر سے سورۃ العادیات تک، حفظ/تجوید ترجمہ وتشریح

۲۔ حدیث: بخاری شریف، کتاب الطہارت، مشکوٰۃ کی پہلی فصل بمعہ ترجمہ

غزوۂ احد، خندق، خیبر، صلح حدیبیہ، فتح مکہ، غزوۂ حنین، غزوۂ تبوک، واقعات، اسباب و نتائج، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چند اخلاقی واقعات

۳۔ فقہ: نورالایضاح، کتاب الزکوٰۃ، کتاب الصوم و کتاب الحج

تعلیم الاسلام: حصہ سوم مکمل

عربی: النحوالواضح حصہ اوّل

معلم عربی حصہ دوم، ادبی کہانیاں

اردو، ریاضی، انگریزی، معاشرتی علوم، جنرل سائنس

جماعت نہم

قرآن پاک: سورۃ البقرہ دوسرے پارے سے آخر بقرہ تک کیونکہ اس میں احکامات الٰہیہ زیادہ موجود ہیں۔ آخری پارہ نصف آخر تک حفظ

حدیث: مشکوٰۃ شریف، کتاب الصلوٰۃ پہلی فصل، باب صفۃ الصلوٰۃ

فقہ: ہدایہ، کتاب الطہارت۔ صرف: علم صیغہ۔ نحو: نحو میر۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت غزوہ تبوک سے وصال تک اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی سے چند اخلاقی واقعات۔ تعلیم الاسلام: حصہ چہارم، پہلا شعبہ مکمل

سائنس گروپ	آرٹس گروپ
فزکس، بیالوجی، کیمسٹری	عربی متداولہ کتب، معلم العربی حصہ سوم
منتخب آیات متعلقہ ہر فن، علم	النحو الواضح، حصہ دوم، متداولہ کتب

جماعت دہم

قرآن کریم: سورۃ النساء ترجمہ وتشریح آخری پارہ نصف اوّل حفظ کرنا۔ حدیث: باب الفصل، فصل اوّل مشکوٰۃ شریف، صفۃ الصلوٰۃ، فصل الثانی، فصل الثالث۔ فقہ: ہدایہ، کتاب الصلوٰۃ مکمل۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: خلفائے راشدین۔ صرف: فصول اکبری۔ نحو: ہدایت النحو۔ تعلیم الاسلام: حصہ چہارم، دوسرا حصہ مکمل

سائنس گروپ	آرٹس گروپ
فزکس، بیالوجی، کیمسٹری	النحو الواضح (حصہ سوم)
ریاضی	عربی کا معلم (حصہ چہارم)، متدوالہ کتب

ایف اے/ ایف۔ ایس سی (سال اوّل)

سورۃ النور: ترجمہ وتشریح۔ سورۃ الحجرات: ترجمہ وتشریح۔ حدیث: مشکوٰۃ شریف۔ کتاب الزکوٰۃ مکمل۔ اصول حدیث: مقدمہ مشکوٰۃ شریف۔ فقہ: ہدایہ، کتاب الزکوٰۃ، کتاب الصوم، کتاب الحج، اصول الشاشی۔ صرف: شافیہ، کافیہ۔ خلفائے بنوامیہ (تاریخ الاسلام)۔ خلفاء

بنوامیہ۔

سائنس گرو	آرٹس گروپ
سائنس کورس	عربی متداولہ کتب، فارسی، پشتو، انگریزی، (اختیاری مضامین)
	بقیہ مضامین ایف۔اے (سال اوّل)

ایف۔اے/ ایف۔ایس سی (سال دوم)

قرآن پاک: تفسیر: سورۃ الانفال، سورۃ التوبہ، سورۃ الکھف، سورۃ الاحزاب۔ حدیث: مشکوٰۃ شریف، کتاب الصوم والحج۔ اصول فقہ: نورالانوار۔ فقہ: فتح القدیر (حصہ اوّل، دوم)۔ شرح جامی: حصہ اوّل۔ تاریخ اسلام: خلافت عباسیہ وصلیبی جنگیں۔

متداولہ کتب سائنس کی کتب	متداولہ آرٹس کتب

بی۔اے/ بی۔ایس سی (سال اوّل)

قرآن پاک: ترجمہ نصف اول۔ تفسیر، سورۃ الانعام۔ بخاری شریف: کتاب الایمان، کتاب العلم۔ پہلی و دوسری جلد کتاب المغازی۔ فقہ: ہدایہ جلد سوم۔ اصول فقہ: حسامی۔ شرح جامی: حصہ ثانی۔ فلسفہ منطق، ایسا غوجی، تیسر المنطق۔ تاریخ الاسلام: اندلس میں، ہندوستان میں۔

سائنس گروپ	آرٹس گروپ
متداولہ کتب	متداولہ کتب

بی۔اے/ بی۔ایس سی (سال دوم)

نصف قرآن آخر ترجمہ۔ تفسیر سورۃ العنکبوت، روم، المومن۔ حدیث: بخاری شریف، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ، کتاب الصوم۔ اصول فقہ: مختصر المعانی۔ منطق: شرح تہذیب۔ تاریخ اسلام، برصغیر پاک وہند، تقسیم ہندو پاک۔

سائنس گروپ	آرٹس گروپ
متداولہ کتب	متداولہ کتب

ایم۔اے (سال اوّل)

۱۔ (ا) قرآن کریم: ترجمہ وتشریح نصف اوّل۔از معارف القرآن مفتی محمد شفیع صاحب تفسیر حقانی، عبدالحق دہلوی۔

(ب) اصول تفسیر: علوم خمسہ فی القرآن جلال الدین سیوطی، الفوز الکبیر شاہ ولی اللہ مکمل

۲۔ حدیث واصول: (ا) شرح نخبۃ الفکر (ب) صحیح بخاری شریف مکمل، مسلم شریف مکمل

۳۔ فقہ: ہدایہ اوّل مکمل، بدایۃ المجتہد، کتاب قضی، کتاب الخراج لابی یوسف۔

۴۔ مسلم شریف مکمل

۵۔ ابوداؤد شریف مکمل

ایم۔اے (سال دوم)

۶۔ قرآن کریم کا ترجمہ وتشریح نصف آخر از معارف القرآن مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی۔تفسیر حقانی، عبدالحق دہلوی، جلالین شریف، نصف آخر

۷۔اصول فقہ: توضیح وتلویح اور مسلم الثبوت، اصول الفقہ ۔نصف اوّل تحریر المعالم از شیخ حسن

۸۔ تقابل ادیان: اسلام، ہندومت، عیسائیت، یہودیت

۹۔ اسلام کا نظام تعلیم، اسلام کا سیاسی نظام، اسلام کا اقتصادی نظام، اسلام کا اخلاقی وعدالتی

۱۰۔نظام، قرآن، حدیث وسیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور خلفائے راشدین کی روشنی میں۔

۱۱۔ ترمذی شریف

۱۲۔ سنن النسائی وابن ماجہ

تقریظ

تدریس القرآن ①

مولانا عبدالمالک (مہتمم جامعہ مرکز علوم اسلامیہ منصورہ وصدر وفاق رابطۃ المدارس)

ڈاکٹر محمد امین صاحب نے بہت اچھا کیا ہے کہ تعلیمی اداروں میں طلبہ وطالبات کو ترجمۂ قرآن سکھانے کے لیے 'تدریس القرآن' کے نام سے اساتذہ اور طلبہ کے لیے الگ الگ کتابیں مرتب کر دی ہیں۔

میری رائے میں ترجمہ کے لیے سورتوں کا انتخاب بہت موزوں ہے البتہ تحت اللفظ ترجمہ کی ضرورت نہ تھی۔ دوسری سطر میں جو ترجمہ کیا گیا ہے میرے نزدیک وہ کافی تھا۔ بعض اوقات کچھ لوگ بے جا اعتراض بھی کر دیتے ہیں اس لیے احتیاط کی ضرورت ہے۔ تاہم مجموعی لحاظ سے قابل قدر کوشش ہے۔ اللہ تعالیٰ قبولیت عطا فرمائیں، آمین۔

ڈاکٹر مزمل احسن شیخ (سابق چیئرمین شعبہ عربی و اسلامیات ایجوکیشن یونیورسٹی، لاہور)

اللہ تعالیٰ نے حکومت پاکستان سے تدریس القرآن کا اعلان کروا کے امت مسلمہ پر ایک عظیم احسان فرمایا ہے۔ اس سے ایلیمنٹری (پرائمری) تعلیم کے بعد سکول چھوڑنے والے کروڑوں طلبہ عملی زندگی میں اسلام پر عمل پیرا ہو سکیں گے، ان شاء اللہ۔

عام طور پر طلبہ و اساتذہ کے لیے سلیبس کا دستیاب نہ ہونا تاخیر کا سبب بنتا ہے اور پھر منصوبہ طاقِ نسیاں کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس سلسلے میں اتمامِ حجت کے لیے (تاکہ عملی نفاذ میں کوئی تاخیر نہ ہو) محترم ڈاکٹر محمد امین (تحریک اصلاح تعلیم ٹرسٹ) نے قاطع برہان (البرہان کے مدیر بھی ہیں) تدریس القرآن برائے طلبہ اور برائے معلمین تیار کر دیے ہیں۔

قرآن وحدیث پر مبنی یہ سلیبس ایک احسن کاوش اور مستحسن قدم ہے۔ اس میں لفظی ترجمہ سرخ رنگ میں دینا ذومعنی ہے کہ نہی عن المنکر کا فریضہ بھی حکومت ادا کرے اور عنداللہ سرخرو ہو۔ بامحاورہ ترجمہ آسان سے مشکل کی طرف منزلیں آسان کرنے کا طریقہ ہے۔

انہوں نے مسلکی مباحث کو چھیڑے بغیر تفسیری نکات تحریر کیے ہیں تاکہ امت فساد سے بچی رہے۔ اہم نکات انتہائی اہمیت کے حامل اور طلبہ و اساتذہ کے پیارے دوست (دو+سات)

ہیں۔تفہیم اور تعمیل سے انقلاب برپا ہوگا، ان شاء اللہ۔نئ عمارتوں اور معماروں (اساتذہ) کی ضرورت بھی نہیں پڑے گی۔

'ہدایات برائے اساتذہ'بہت اہم ہیں تاکہ انہیں ٹامک ٹوئیاں نہ مارنی پڑیں کہ یہ انتہائی جان جوکھوں کا کام ہے۔یہ مرتب کرنا پہاڑ سر کرنے کے مترادف ہے جو ہر کس و ناکس کا کام نہیں ہے۔ مہربان قدر دان ہوں تو پکی پکائی پیش خدمت ہے۔معلم جانشین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امین وصادق ہوتا ہے۔لہٰذا اس کا حق ادا کرنے کے لیے دل وجان سے عمل پیرا ہوکر شفاعت عظمیٰ کے حق دار بنیں۔

عام مسلمانوں کو بھی اس ایک پارے سے ستر اسّی فیصد قرآن مجید سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہونا اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیارا بننا آسان ہوگا۔ہم اس احسن کاوش اور مستحسن عملی قدم پر محترم ڈاکٹر محمد امین مدظلہ کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں کہ یہ امت مسلمہ کی صلاح واصلاح وفلاح کا بہترین ذریعہ ہے۔ ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند۔اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے اعظم سے نوازے۔آمین

شمع جلتی رہے

البرہان محض ایک جریدہ نہیں ایک مشن ہے۔اگر آپ کو اس کے مضامین سے دلچسپی ہے تو کوشش کیجیے کہ یہ شمع جلتی رہے اور یہ شمع تبھی جلتی رہے گی جب آپ اس میں اپنے حصے کا تیل ڈالتے رہیں گے۔خود بھی البرہان کے خریدار بنئے اور دوسروں کو بھی بنائیے۔

زرِاعانت سالانہ 500روپے تاحیات 6000روپے

نام...

پتہ...

فون...

چیک اور منی آرڈر بنام تحریک اصلاح تعلیم ٹرسٹ A-97 نیلم بلاک، اقبال ٹاؤن، لاہور بھجوائیے

ٹرسٹ کو دیے جانے والے عطیات ٹیکس سے مستثنٰی ہیں

تعلیم و تربیت

طارق سلیم لون①

اسلامی تناظر میں
اصلاحِ تعلیم کے لیے سپریم کورٹ میں اپیل

BEFORE THE SUPREME COURT OF PAKISTAN
(APPELLATE JURISDICTION)
C.M.A No.....11 /2013
In the Const. Petition 37/2012
(regarding miserable conditions of schools)

Alhamdulillah, the Honourable Chief Justice of Pakistan has in recent months taken Suo Motu notice of this fundamental national issue of delivery of education in the state-run schools.

The apex court has sought from the provincial governments as well as ICT administration important statistics regarding conditions & provision of facilities in schools, verification of Ghost schools, and detailed reports on implementing Article 25A of the Constitution of Pakistan. (provision of free & compulsory education up to secondary level)

2) However, there are other very important issues, profoundly impacting the Purpose,Vision & Quality of Education, which must be seriously addressed if we need to bring about real Visionary & Qualitative improvements in the school education system, as submitted below :

گر تو می خواہی مسلمان زیستن
نیست ممکن جز بقرآن زیستن

(اقبال)

①سابق آئی جی پولیس، اسلام آباد

[If you would like to live like a good Muslim, it is only possible if you follow the Message of the Quran e Hakeem.] (Allama Iqbal)

The challenges, and serious impasse confronting our educational system at School (government/ private--grade 1 to 12) and Madrassa level and their realistic solutions may be discussed under the following heads :-

a) Ideological and visionary issues;

b) Development of Curriculum, Textbooks and supplementary aids;

c) Teacher's training & capacity building and motivational issues;

d) Adoption of Integrated approach to Education;

e) Environmetal/Parental supportive and participatory approach;

f) Provision of financial & material resources issues;

g) Organizational, infra-structural, logistical issues;

h) Research & development ;

3) 65 YEARS OF PAKISTAN; OUR SCHOOLING & END HUMAN PRODUCT:

Despite very specific and pertinent constitutional provisions namely articles 2/A, 25/A,31, 37(a,b) calling for establishment of an Islamic Order based on the Quranic Injunctions and Sunnah, we as a nation and a polity are very far from those Objectives and our destination.

Barring a few honourable exceptions in all walks of our national life, the End Human Product of our schooling system, be it the state-run, the private, the informal or the Madrassa, is hardly up to the mark i.e. up to desired religious, educational, moral, and social standards,

individually, collectively, and institutionally.

علامہ اقبال کیا خوب یاددلاتے ہیں ؎

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

i) Collectively assessed in the comity of nations, regrettably, we have further suffered degradation in the corruption & corrupt practices indicators; with wide spread deviant and bank-corrupt behavior, by no means representing an Islamic social order & culture.

(vide the Transparency International's report, 2012)

Some other dismal indicators are as under :

ii) Our Graduates, MAs, Drs, Engrs, LLBs, and even PhDs are mostly unable to understand the verses of the Quran e Hakeem when it is recited to them, say in prayers, or when they read it themselves. What a pity !

What a serious concern !

iii) Our graduates, generally speaking, can't even correctly write an application/paragraph in Urdu or English.

iv) Our university degrees are generally not accepted in the foreign universities for admission;

v) The youth passing through 'Dars e Nizami' courses from the Madaris , have generally, their main focus on learning various disciplines connected with the Quran, Ahadees, Fiqh, etc with a strong Bias towards their respective Fiqhi outlook.

This Bias has encouraged divisive tendencies in the religious, social, and political environment, rather than promoting Muslim brotherhood and cohesive tendencies.

Moreover, they are generally ignorant about important contemporary disciplines dealing with science & technology and social sciences

4) Vision & Quality of education

a) Primacy of school education

(grade 1 to 12) is an irrefutable factor in character/nation building and sustainable development of any society.

b) What matters most is the Vision & Quality of education in terms of its ideological base ;

to translate these Values into Action/Practical reality.

i) To improve the Visionary Base & Quality of Education we need to focus on the Content & Structure of the Curriculum, the Textbooks and Supplementing Aids , The Teachers' Capacity Building to deliver and Motivation to become true Role Models, and Creating of Supporting Environment in the schools, homes, and outside, including Media & Internet."

5) Adoption of Integrated Approach to Education :

i) We have also to change our

Approach to education, which is divided into religious and secular; spiritual and mundane. We have to have an Integrated Approach to Education, where all areas of knowledge are studied, explored and researched, in the context and balancing fulcrum of divine existence.

We should assign top priority to School/Madrassa education by thoroughly revisiting the curriculums and textbooks on the touchstone of ideology and grounded in an integrated approach to education, which combines learning of Islamic Studies along with other Contemporary subjects including Pure & Applied sciences, and Social Sciences.

ii) With the exception of a few schools in the Private sector & Madaris (they too need improvements to attain classical standards) , the School and Madrassa Curriculums & Textbooks are grossly deficient and flawed on one count or

the other;

They fail to inspire the youth to thoroughly appreciate and cultivate/imbibe the Islamic values/teachings based on enlightened study of the Quran e Hakeem, Sunnah, Muslim history, Culture, and formidable Muslim Contributions to various branches of knowledge including science & technology especially between 8th to 14th centuries.

iii) Such exposure to Islamic values and history would motivate our youth to look for Muslim role models starting from the shining examples of our Holy Prophet (SAWW) and his Great Companions, (including men, women, and children), to imitate for character building, practicing golden tenets/values of Islam in our personal, family, & social lives, besides learning best Principles of governance and statecraft.

iv) Our youth can draw great inspiration from the marvelous feats accomplished by the Muslim scientists, discoverers, and scholars in various fields of knowledge, including science & technology during the Golden Period of Muslim history, the hallmark of their Scientific & Technological Pursuits being research & experimentation (basis of scientific method)

v) The West owes a great deal to the Muslim scholars and scientists who proved to be beacon of light in the dark ages of western world, who extensively borrowed, translated, and learnt from the books and works, and inventions & discoveries of the Muslims,

vi) The bottom line of this enlightening school education should be such an inspiring introduction of Allah SWT that the youth are deeply impressed and spellbound by ;

a) All His Perfect Attributes,

b) His Marvelous Creations,

Human beings occupying the central place being His masterpiece creation and His Vicegereant on earth;

c) Allah's Sunnah (His grand Design, Planning & perfect Methods) in creating and administering the boundless universe according to His divine Wisdom & Will.

6) Provision of Adequate Resources :

Since we have now a constitutional obligation to provide for free and compulsory education to 5 to 16 years old students, the federal government have to provide huge sums of financial, and logistical resources to meet this national obligation. Besides, provision of large human resources by recruiting and training teachers for schools is a fundamental obligation of the federal government.

Therefore, we must raise the GDP percentage of expenditure on education from shamefully low percentage of less than 2% to at least 8% for the next 25 years.

How could we achieve multi-dimensional ideal benchmarks in education without providing adequate financial resources on regular basis?

Currently Cuba is spending more than 18% of GDP on education, thus setting a great example for the whole world.

7) we have also to focus on the character building of youth, based on Islamic values, in schools and madaris by creating activity based supporting environment by motivating the teachers to become role models for their students.

8. Parents have also to contribute in developing the character building module by providing their active support to the students and their teachers.

9) The ministry of education and most of its functions have been devolved to the provincial governments under the 18th amendment of the constitution. But the federal government

must not absolve itself of their responsibility towards this fundamental state obligation of providing free and quality school education to the youth of the country.The federal government must provide adequate resources to the provincial governments to enable them to fulfill this very fundamental obligation in the best possible manner, in the spirit of collective partnership.

10) Also in the wake of the 18th amendment, there are certain pertinent questions which have to be addressed.(vide annex A)

PRAYER :-

11) In the light of above submissions, it is proposed that a high level Permanent Commission on Education headed by the Prime Minister of Pakistan and comprising eminent educationists, well reputed religious scholars, Judges and public servants be set up :

A) To thoroughly revisit and review the prevailing School Education System (Public, Private, and Madrassa) and

B) To take all necessary measures (immediate, short & long term) to ensure establishing an ideal school education system in the country, which is fully responsive to and capable of meeting our national aspirations as well as cognizant of all challenges as discussed in the preceding paras;

C) To permanently supervise and guide the newly established system of school education to ensure its smooth working.

تزکیۂ نفس

محمد خاں منہاس[۱]

خوف وخشیتِ الٰہی۔حصول کے ذرائع اور ثمرات (آخری قسط)

خشیت الٰہی کے انعامات اور ثمرات

مندرجہ ذیل صفات کے حامل اہل ایمان کے لیے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ:

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآىِٕمِيْنَ وَالصّٰٓىِٕمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾ [الاحزاب ۳۳:۳۵]

’’بالیقین! جو مرد اور جو عورتیں مسلم ہیں، مومن ہیں، مطیع فرمان ہیں، راست باز ہیں، صابر ہیں، اللہ کے آگے جھکنے والے ہیں، صدقہ دینے والے ہیں، روزہ رکھنے والے ہیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے ہیں، اللہ نے ان کے لیے مغفرت اور بڑا اجر مہیّا کر رکھا ہے۔‘‘

خشیت الٰہی محرکِ انذار

اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۱﴾ [یٰس ۳۶:۱۱]

’’تم تو اُسی شخص کو خبردار (اِنذار) کر سکتے ہو جو نصیحت کی پیروی کرے اور بے دیکھے خدائے رحمان سے ڈرے۔ اسے مغفرت اور اجرِ کریم کی بشارت دے دو۔‘‘

کامیابی کے لیے خشیت اور تقویٰ ضروری ہے

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفَآىِٕزُوْنَ ﴿۵۲﴾ [النور ۲۴:۵۲]

’’جو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرماں برداری کریں اور اللہ سے ڈریں اور اس کی نافرمانی

---

[۱] ڈائریکٹر الفوز اکیڈمی، اسلام آباد

سے بچیں۔''

خشیت الٰہی اور قلبِ منیب والوں سے جنت کا وعدہ

مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِۨ ﴿33﴾ ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ﴿34﴾ [ق۵۰: ۳۳، ۳۴]

''جو بے دیکھے رحمن سے ڈرتا تھا، اور جو دِل گرویدہ لیے ہوئے آیا ہے۔ داخل ہو جاؤ! جنت میں، سلامتی کے ساتھ'' وہ دن، حیاتِ ابدی کا دن ہوگا۔''

خشیت الٰہی: رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ

۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ﴿8﴾ [البینہ ۹۸: ۸]

''اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ یہ کچھ ہے اس شخص کے لیے جس نے اپنے رب کا خوف کیا ہو۔''

خوف الٰہی کے مظاہر اور انعامات

۔ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿57﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿58﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ﴿59﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿60﴾ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿61﴾ [المومنون ۲۳: ۵۷ تا ۶۱]

''بیشک جو اپنے رب کی اہلیت سے ڈرنے والے ہیں۔ اور جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ اور جو اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔ اور جو دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے دل اس سے ڈرتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہی لوگ نیک کاموں میں جلدی کرتے ہیں اور وہی نیکیوں میں آگے بڑھنے والے ہیں۔''

۔ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿46﴾ [الرحمن ۵۵: ۴۶]

اور ہر اُس شخص کے لیے جو اپنے رب کے حضور پیش ہونے کا خوف رکھتا ہو، دو باغ ہیں۔

۔ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿40﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿41﴾ [النازعات ۷۹: ۴۰، ۴۱]

''اور جس نے اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف کیا تھا اور نفس کو بُری خواہشات سے باز رکھا تھا۔ پھر یقینا جنت اس کا ٹھکانا ہوگی۔''

۔ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۴۰﴾ [البقرہ ۲:۴۰]

''اے بنی اسرائیل! ذرا خیال کرو میری اس نعمت کا جو میں نے تم کو عطا کی تھی، میرے ساتھ تمہارا جو عہد تھا اُسے تم پورا کرو تو میرا جو عہد تمہارے ساتھ تھا اُسے میں پورا کروں اور مجھ ہی سے تم ڈرو۔''

تلاوتِ قرآن سے اہلِ علم کے خشوع میں اضافہ ہوتا ہے

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾ السجدۃ [الاسراء ۱۷:۱۰۷ تا ۱۰۹]

''بے شک وہ لوگ جنہیں اس سے پہلے علم دیا گیا ہے جب ان پر پڑھا جاتا ہے تو تھوڑیوں پر سجدہ میں گرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں ہمارا رب پاک ہے، بے شک ہمارے رب کا وعدہ ہو کر رہے گا۔ اور تھوڑیوں پر روتے ہوئے گرتے ہیں اور ان میں عاجزی زیادہ کر دیتا ہے۔''

نماز میں خشوع فلاح کا ضامن

الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ﴿۲﴾ [المومنون ۲۳:۲]

''جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں''۔

خشیت الٰہی نہ ہونے پر نماز بھاری ہوتی ہے

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ﴿۴۵﴾ [البقرہ ۲:۴۵]

''صبر اور نماز سے مدد لو، بے شک نماز ایک سخت مشکل کام ہے، مگر اُن فرماں بردار بندوں کے لیے مشکل نہیں ہے۔''

منافقین لوگوں سے ایسے ڈرتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے

اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ قِيۡلَ لَهُمۡ كُفُّوۡۤا اَيۡدِيَكُمۡ وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيۡهِمُ الۡقِتَالُ اِذَا فَرِيۡقٌ مِّنۡهُمۡ يَخۡشَوۡنَ النَّاسَ كَخَشۡيَةِ اللّٰهِ اَوۡ اَشَدَّ خَشۡيَةً ۚ [النساء ۴:۷۷]

''تم نے اُن لوگوں کو بھی دیکھا جن سے کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھ روکے رکھو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو؟ اب جو انہیں لڑائی کا حکم دیا گیا تو ان میں سے ایک فریق کا حال یہ ہے کہ لوگوں سے ایسا ڈر رہے ہیں جیسا خدا سے ڈرنا چاہیے یا کچھ اس سے بھی بڑھ کر کہتے ہیں۔''

خاشعین اہل کتاب کی تعریف

وَاِنَّ مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ لَمَنۡ يُّؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكُمۡ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡهِمۡ خٰشِعِيۡنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشۡتَرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيۡلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾ [آل عمران ۳:۱۹۹]

''اہلِ کتاب میں بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کو مانتے ہیں، اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو تمہاری طرف بھیجی گئی ہے اور اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو اس سے پہلے خود انکی طرف بھیجی گئی تھی، اللہ کے آگے جھکے ہوئے ہیں، اور اللہ کی آیات کو تھوڑی سی قیمت پر بیچ نہیں دیتے۔ ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور اللہ حساب چکانے میں دیر نہیں لگاتا۔''

تقویٰ کے حصول میں قرآن مجید کا مقام و مرتبہ

_ وَكَذٰلِكَ اَنۡزَلۡنٰهُ قُرۡاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفۡنَا فِيۡهِ مِنَ الۡوَعِيۡدِ لَعَلَّهُمۡ يَتَّقُوۡنَ [طٰہٰ ۲۰:۱۱۳]

''اور اسی طرح ہم نے اسے عربی قرآن نازل کیا ہے اور ہم نے اس میں طرح طرح سے ڈرانے کی باتیں سنائیں تاکہ وہ ڈریں۔''

_ قُرۡاٰنًا عَرَبِيًّا غَيۡرَ ذِىۡ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمۡ يَتَّقُوۡنَ ﴿۲۸﴾ [الزمر ۳۹:۲۸]

''ایسا قرآن جو عربی زبان میں ہے، جس میں کوئی ٹیڑھ نہیں ہے، تاکہ یہ برے انجام سے بچیں۔''

_ هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوۡعِظَةٌ لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۱۳۸﴾ [آل عمران ۳:۱۳۸]

''یہ لوگوں کے لیے ایک صاف اور صریح تنبیہ ہے اور جو اللہ سے ڈرتے ہوں ان کے لیے

ہدایت اور نصیحت ہے۔''

۔ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿63﴾ [البقرہ ۲:۶۳]

''جو کتاب ہم تمہیں دے رہے ہیں اسے مضبوطی کے ساتھ تھامنا اور جو احکام و ہدایات اس میں درج ہیں انہیں یاد رکھنا۔ اسی ذریعے سے توقع کی جاسکتی ہے کہ تم تقویٰ کی روش پر چل سکو گے۔''

۔ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿171﴾ [الاعراف ۷:۱۷۱]

''جو کتاب ہم تمہیں دے رہے ہیں اسے مضبوطی کے ساتھ تھامو اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اسے یاد رکھو، توقع ہے کہ تم غلط روی سے بچے رہو گے۔''

۔ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿3﴾ [طٰہٰ ۲۰:۳]

''بلکہ اس شخص کے لیے نصیحت ہے جو ڈرتا ہے۔''

ذکر الٰہی سے دل ڈر جاتے ہیں اور تلاوت سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿2﴾ [الانفال ۸:۲]

''سچے اہل ایمان تو وہ لوگ ہیں جن کے دل اللہ کا ذکر سُن کر لرز جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیات ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر اعتماد رکھتے ہیں۔''

عبادتِ الٰہی حصولِ تقویٰ کا بڑا ذریعہ اور وسیلہ ہے

۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿21﴾ [البقرہ ۲:۲۱]

''لوگو! بندگی اختیار کرو اپنے اُس رب کی جو تمہارا اور تم سے پہلے جو لوگ ہو گزرے ہیں اُن سب کا خالق ہے، تمہارے بچنے کی توقع اِسی صورت سے ہو سکتی ہے۔''

۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿183﴾ [البقرہ ۲:۱۸۳]

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، تم پر روزے فرض کر دیے گئے جس طرح تم سے پہلے

انبیاء کے پیرووں پر فرض کیے گئے تھے۔اس سے توقع ہے کہ تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہوگی۔''

صراطِ مستقیم کا اتباع حصولِ تقویٰ کا اہم وسیلہ ہے

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ [الانعام۶:۱۵۳]

''نیز اس کی ہدایت یہ ہے کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے لٰہذا تم اسی پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ اُس کے راستے سے ہٹا کر تمہیں پراگندہ کر دیں گے۔ یہ ہے وہ ہدایت جو تمہارے ربّ نے تمہیں کی ہے ، شاید کہ تم کج روی سے بچو۔''

خوفِ آخرت حصولِ تقویٰ کا ایک موٴثر ذریعہ ہے

۔ وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْ یُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَیْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِیٌّ وَّلَا شَفِیْعٌ لَّعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ ﴿۵۱﴾ [الانعام۶:۵۱]

''اور اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ،تم اس (علمِ وحی) کے ذریعہ سے اُن لوگوں کو نصیحت کرو جو اس بات کا خوف رکھتے ہیں کہ اپنے رب کے سامنے کبھی اس حال میں پیش کیے جائیں گے کہ اُس کے سوا وہاں کوئی (ایسا ذی اقتدار) نہ ہوگا جو ان کا حامی و مددگار ہو، یا ان کی سفارش کرے،شاید کہ (اس نصیحت سے متنبہ ہوکر) وہ خدا ترسی کی روش اختیار کرلیں۔''

۔ وَمَا عَلَى الَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ ﴿۶۹﴾ [الانعام۶:۶۹]

''اُن کے حساب میں سے کسی چیز کی ذمہ داری پرہیزگار لوگوں پر نہیں ہے،البتہ نصیحت کرنا اُن کا فرق ہے شاید کہ وہ غلط روی سے بچ جائیں۔''

خوفِ الٰہی کے بارے میں احادیث

❁ اِتَّقِ اللّٰهَ حَیْثُمَا كُنْتَ وَ اتَّبِعِ السَّیِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَ خَالِقِ النَّاسِ بِخُلُقٍ حُسْنٍ .[احمد ترمذی، دارمی]

''جہاں اور جس حال میں رہو، خدا کا ڈر رکھو اور ہر برائی کے بعد نیکی کرو وہ اسے مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آوٴ۔''

❁ ثَلٰثٌ مُنْجِيَاتٌ وَ ثَلٰثٌ مُهْلِكَاتٌ فَاَمَّا الْمُنْجِيَا تُ فَتَقْوَى اللّٰهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ وَالْقَوْلُ بِالْحَقِّ فِي الرِّضَا وَالسَّخَطِ ،وَالْقَصْدُ فِي الْغِنٰا وَ الْفَقْرِ وَأَمَّا الْمُهْلِكَاتِ: فَهُوَمُتَّبَعٌ وَ شُحٌّ مُطَاعٌ،، وَإِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهِ وَ هِيَ اَ شَدُّ هُنَّ.[البیہقی فی شعیب الایمان]

''تین چیزیں نجات دلانے والی ہیں اور تین چیزیں ہلاکت میں ڈالنے والی ہیں ۔نجات دینے والی چیزیں یہ ہیں ۔(1) کھلے اور چھپے اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا ۔(۲) خوشی اور ناخوشی (ہرصورت میں)حق بات کہنا۔(۳) ناداری ہو یا خوشحالی (ہر حالت میں)اعتدال اور میانہ روی کی راہ پر چلنا۔''

ہلاکت میں ڈالنے والی تین چیزیں یہ ہیں

۱۔ ایسی خواہش جس کا انسان تابع اور غلام بن کر رہ جائے۔

۲۔ ایسی حرص جیسے مقتدا اور پیشوامان لیا جائے۔

۳۔ خودپسندی،فرمایا یہ بیماری ان تینوں میں سے زیادہ خطرناک ہے۔

❁ وَعَنْ اَ نَسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَا لَ : يَقُوْ لُ اللّٰهُ عَزَّ وَ جلَ ذِكْرُهُ اَخْرِ جُوْ مِنَ النَّارِ مَنْ ذَكَرَ نِيْ يَوْ مًا اَوْ خَا فَنِيْ فِيْ مَقَا مٍ.[ترمذی]

''انس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ عزوجل (قیامت کے دن)حکم دے گا جس شخص نے مجھے کسی دن یاد کیا یا کسی جگہ مجھ سے ڈرا اس کو(دوزخ) کی آگ سے نکالو۔''

❁ مَا مِنْ عَبْدِ مُؤْ مِنٍ يَخْرُجُ مِنْ عَيْنَيْهِ، دَمُوْ عٌ وَ اِنْ كَا نَ مِثْلَ رَ أْ سِ الذُّ بَابَ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ثُمَّ يُصِيْبُ شَيْأً مِنْ حُرِّوَجْهِهِ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّا رِ .[ابن ماجہ]

''جس کسی بندہ مومن کی آنکھوں سے آنسو نکلیں اگر چہ وہ مکھی کے سر کے برابر یعنی ننھی بوند کے بقدر)ہی کیوں نہ ہوں پھر وہ بہہ کر اس کے چہرہ پر پہنچ جائیں تو اللہ تعالیٰ اسے (دوزخ کی) آگ کے لیے حرام کردے گا۔''

❁ لَيْسَ شَئٌ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ تَعَا لٰى مِنْ قَطْرَ تَيْنِ وَ اَ ثَرَ يْنِ :قَطْرَ ةِ دَمُوْع مِنْ

خَشْيَةِ اللّٰهِ وَ قَطْرَةِ دَمٍ تُهْرَاقُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ اَمَّا الْاَثْرَانِ فَاَثْرٌ فِيْ سَبِيْلِ، اللّٰهِ تَعَالٰى وَ اَثْرٌ فِيْ فَرِيْضَةٍ مِنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ تَعَالٰى. [ترمذی]

''اللہ تعالیٰ کو کوئی چیز بھی اتنی محبوب نہیں جتنے دو قطرے اور دو نشان محبوب ہیں۔ایک قطرہ آنسوؤں کا جو خدا کے خوف سے گرے،اور دوسرا قطرہ خون کا جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہایا جائے ۔رہے دو نشان تو ایک نشان وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ہو اور دوسرا نشان وہ جو اللہ تعالیٰ کے فرائض میں سے کسی فرض کے سلسلہ میں ہو''۔

❁ وَعَنِ الْعَبَاسِ رضی اللہ عنہ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: يَقُوْلُ عَيْنَانِ لَا تَمُسُّهُمَا النَّارُ: عَيْنٌ بَكَتْ فِيْ جَوْفِ الَّيْلِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَ عَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ. [طبرانی]

''عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: دو آنکھیں ایسی ہیں جن کو (دوزخ کی) آگ نہیں چھوئے گی: ایک آنکھ وہ جو درمیانی شب خدا کے خوف سے روئی،اور دوسری آنکھ وہ جس نے راہ خدا میں نگہبانی کرتے رات گزاری۔''

خشیت الٰہی کے لیے مسنون دعائیں

❁ اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِی تَقْوَاهَا، وَ زَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَن زَكَّاهَا اَنْتَ وَ لِيُّهَا وَمَولَاهَا.[مسلم]

''اے اللہ! میرے نفس کو تقویٰ عطا فرما اور اس کا تزکیہ کردے۔تو ہی نفس کا بہترین تزکیہ کرنے والا،اس کا سرپرست اور مالک ہے۔''

❁ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِن عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَ مِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَ مِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَه'.[مسلم]

''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس علم سے جو فائدہ بخش نہ ہو' اور اس دل سے جو خشوع اختیار نہیں کرتا،اور اس پیٹ سے جو کبھی سیراب نہیں ہوتا' اور اس دُعا سے جو قبول نہیں کی جاتی۔''

❁ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰى وَ التُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى.[مسلم]

''اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، پرہیزگاری پاک دامنی اور بے نیازی کا سوال کرتا ہوں۔''

مغرب، عالمِ اسلام اور پاکستان

۱۔ امریکی صدر ٹرمپ نے بیت المقدس کو اسرائیل کا دارالحکومت بنانے کا جو اعلان کیا ہے وہ مسلمانوں کے لیے غیر متوقع نہیں ہونا چاہیے۔فرق صرف اتنا ہے کہ پہلے امریکی حکمران اسلام اور مسلمانوں کے خلاف در پردہ سازشیں کرتے تھے اور سیاست وڈپلومیسی کی زبان بولتے تھے جبکہ موجودہ امریکی صدر پہلے والی سازشی پالیسی جاری رکھنے کے ساتھ ساتھ ذرا بڑ بولے بھی ہیں اور صاف سیدھی دھمکی کی زبان بولتے اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں جیسا کہ شام اور سعودی عرب کے بارے میں امریکی پالیسیوں کا تسلسل، ترکی میں اردگان کے خلاف بغاوت کرانا، ایران کی دردن خانہ حمایت کے ساتھ اس کی علانیہ مخالفت، پاکستان پر دباؤ بڑھانا وغیرہ۔

۲۔ عالم اسلام کا المیہ یہ ہے کہ مسلم ممالک کے حکمران طبقات (سیاستدان، فوج، عدلیہ، بیوروکریسی) کی بہت بڑی اکثریت اپنی کورنگاہی، فکری مرعوبیت اور جاہ ومال کی حرص وہوس کی وجہ سے مغرب (امریکہ ویورپ) کے غلام اور گماشتہ کا کردار ادا کر رہے ہیں۔اس کے دانشوروں اور صحافیوں کی اکثریت بھی مغرب کے ہاتھوں میں کھیل رہی ہے بلکہ بہت سی اسلامی تنظیموں اور اسلامی مزاحمتی گروپوں میں بھی مغرب نفوذ کیے ہوئے ہے۔وہ حکومتیں، تنظیمیں اور افراد جو مغرب کی سازشوں، ارادوں اور منصوبہ بندیوں کو سمجھتے ہیں اور مغرب کی اور اس کی الحادی فکر وتہذیب کی مخالفت کرتے ہیں وہ بہت کم ہیں اور درحقیقت وہی ہمارا اثاثہ ہیں لیکن بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ ان کی کوششیں بھی انفرادی ہیں اور وہ منتشر ہیں جبکہ اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ وہ مل بیٹھیں اور مغرب اور اس کی تہذیب وسیاسی بالادستی کے خلاف متحد ہو کر کوششیں کریں۔

اس صورت حال کی پوری تصویر سامنے نہیں آسکتی جب تک ہم مسلم ممالک کا ایک ایک کر کے، مغرب کے حوالے سے اس کے کردار کا جائزہ نہ لیں جو اختصار کے ساتھ درج ذیل ہے:

سعودی عرب

اہلِ نظر تو پہلے ہی جانتے تھے اب بچے بچے کو پتہ چل گیا ہے کہ سعودی عرب امریکی غلام

ہے۔ اسلامی تعاون تنظیم (OIC) جوافیون کھا کر سوئی ہوئی ہے تو اس کی وجہ بھی سعودی عرب ہے۔ چونکہ امریکی فوج دہران میں تیل کے کنووں پر قابض ہے (صدام نے جب کویت پر قبضہ کیا تھا تو سعودیوں نے ایمرجنسی میں کویت سے ملحق دہران میں تیل کے کنوؤں کی ''حفاظت'' کے لیے امریکی فوج بلالی تھی۔ بعد میں ثابت ہوا کہ صدام کو کویت پر قبضہ کرنے پر اکسانے والا بھی امریکہ ہی تھا۔ شاہ فیصل نے اپنی مرضی دکھائی تو شہید کر دیے گئے۔

امریکی غلامی تو خیر شروع سے تھی لیکن مغربی فکر وتہذیب کی قبولیت نہ تھی۔ اب نئے بادشاہ کے ولی عہد نے (جو اصل حکمران ہیں) مغربی فکر وتہذیب کو قبول کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے چنانچہ عورتوں کو ڈرائیونگ کی اجازت دے دی گئی، مخلوط تعلیم مباح کر دی گئی، سنیما گھر کھول دیے گئے ہیں اور یہ تو ابھی ابتدائے 'عشقِ مغرب' ہے، آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا۔ وہاں دینی عناصر کے لیے مشکل وقت آ پڑا ہے۔ جو بولتا ہے غائب کر دیا جاتا ہے چنانچہ علماء میمنہ بننے پر مجبور ہیں۔ پچھلے دنوں نیویارک میں صدر ٹرمپ اور سعودی ولی عہد کی موجودگی میں امام حرم کو صدر ٹرمپ کی حمایت میں تقریر کرنا پڑی۔ یعنی چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔ طاقتور مخالفین کو کچلنے کا کام بھی 'کرپشن' کے پردے میں جاری ہے۔

ترکی

ترکی اس وقت واحد ملک ہے جو مغرب کے مقابلے میں بولنے کی جرأت کرتا ہے۔ اردگان کا تختہ الٹنے کی کوشش کی گئی لیکن اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور اپنی ہمت سے اس نے سازش کو ناکام بنا دیا۔ ٹرمپ کے بیت المقدس کو اسرائیلی دارالحکومت بنانے کے اعلان پر اردگان نے (OIC) کا ہنگامی اجلاس بلایا جس میں ۵۷ مسلم ممالک میں سے صرف ۲۰ کے سربراہان شریک ہوئے اور رسمی قرار دادیں پاس کر کے گھروں کو تشریف لے گئے۔ اگر سارے مسلم حکمران اردگان جیسے ہو جائیں تو چند برسوں میں امت کے حالات بدل جائیں۔

ایران

ایران نے امت پر یہ ظلم کیا کہ اشاعت شیعیت، برآمدگئی انقلاب اور علاقے میں شیعی بالادستی کے لیے اس نے امریکی حمایت یا امت کو تقسیم کرنے اور لڑانے کی اس کی سازشوں کو

خاموشی سے قبول کرلیا۔ چنانچہ امریکہ نے عراق پر حملہ کر کے سنی صدام کی مضبوط حکومت کا، جو اسرائیل کو بھی گوارا نہ تھی، تیا پانچہ کر دیا اور وہاں شیعی حکومت قائم کر دی۔ ایران نے پاکستان میں اپنا انقلاب برآمد کرنے کی کوشش کی۔ سعودی عرب اور بحرین میں شیعی عناصر کو متحرک کیا، لبنان میں شیعہ پرائیویٹ آرمی (حزب اللہ) کو فیصلہ کن اہمیت دلوائی۔ پھر یمن میں شیعہ اقلیتی عناصر کو منظم کیا۔ انہیں پیسہ اور ہتھیار دیے اور انہیں حکومت پر قبضہ کرایا۔ یوں وہ ایک متحرک شیعی حکومت سعودی بارڈر پر لے گیا۔ سعودی عرب نے اپنا بارڈر غیر محفوظ دیکھ کر اپنے حلیفوں کو ساتھ ملا کر یمن میں فوجی مداخلت کی اور وہاں کشت وخون جاری ہے۔ یمن کے حوثی شیعہ جدہ پر میزائل داغتے ہیں جو سعودی عرب کا سب سے بڑا کاروباری مرکز ہے اور وہاں بیرونی سفارت خانے اور ادارے بکثرت ہیں۔ چونکہ حرمِ کعبہ جدہ سے قریب ہے اور جدہ اور مکہ کے فضائی فاصلے اور زاویے کا فرق نہ ہونے کے برابر ہے اس لیے جدہ پر ان میزائل حملوں کی وجہ سے عالم اسلام میں سخت اضطراب پایا جاتا ہے کیونکہ معمولی تکنیکی غلطی سے حوثی شیعوں کا کوئی میزائل حرم شریف پر گِر سکتا ہے۔

شام میں ایرانی مداخلت سب سے زیادہ المناک ہے۔ وہاں ۵ فیصد شیعی اقلیت کی حمایت میں ایران ۹۵ فیصد سنی اکثریت کے خلاف جنگ میں کود پڑا اور پچھلی کئی دہائیوں سے شام میں ظلم وجبر کی اساس پر قائم ظالم شیعی اقلیتی حکومت کا پشتیبان بن کر کھڑا ہوگیا اور روس کو اپنی حمایت میں کھینچ لایا جبکہ ایران کے بڑھتے ہوئے اثر ورسوخ کو روکنے کے لیے سعودی عرب اور امریکہ بھی اس جنگ میں کود پڑے۔ یوں شام کو تباہی و بربادی کا سامنا ہے۔

پاکستان

طویل دہائیوں تک امریکی گود میں پلنے والے پاکستانی حکمرانوں نے اب آنکھیں کھولنا شروع کی ہیں۔ دسمبر ۲۰۱۷ء میں ایئر چیف نے اعلان کیا کہ امریکہ کو بتا دیا ہے کہ اگر پاکستانی حدود کی خلاف ورزی ہوئی تو امریکی ڈرون گرا لیے جائیں گے۔ سینٹ نے قرارداد پاس کی کہ ڈرون حملوں کا ہرجانہ امریکہ سے طلب کیا جائے اور وزیر اعظم کے مشیر جنرل (ر) ناصر جنجوعہ نے کہا کہ پاکستان کے خلاف بھارتی سازشوں کی پشت پناہی امریکہ کر رہا ہے.... اس طرح کے رد عمل کی یہ ابتداء حوصلہ افزا ہے لیکن پاکستان کی عسکری اور سیاسی قیادت جس طرح گھٹنوں تک امریکی مفادات میں جکڑی ہوئی ہے اس حوالے سے امریکی غلامی کا گلیشئر ابھی ہِلا بھی نہیں۔

پاکستان ان دنوں سیاسی عدم استحکام کا شکار ہے کیونکہ پاکستان میں امریکی چھتری تلے عسکری اور عدالتی قیادت سیکولرزم کے سائے میں ایک ہوگئی ہے اور اس سیاسی قیادت کو اٹھا کر باہر پھینک دیا گیا ہے جو امریکی خواہشات وعزائم کو پورا کرنے میں سستی اور تحفظات کا مظاہرہ کر رہی تھی اور امریکی ایجنڈے کو بروئے کار لانے میں اس عسکری قیادت کی بالادستی قبول کرنے میں مزاحم تھی جو زیادہ تیزی اور موثر طریقے سے امریکی ترجیحات پر عمل کر سکتی ہے۔ یہ بالکل مصر جیسی صورت حال ہے، اس فرق کے ساتھ کہ نواز شریف واقعی کرپٹ ہیں جبکہ صدر مرسی کا جرم اسلامی نظام حیات پر اصرار تھا۔ نواز شریف کا جرم صرف کرپشن نہیں تھا۔ کرپشن میں تو ظاہر ہے ان کے ساتھ دوسرے سیاسی زعما (اور شعبے) بھی ملوث ہیں خصوصاً زرداری صاحب تو اس میدان میں سب کے سردار ہیں لیکن نزلہ صرف نواز شریف پر گرا اس لیے کہ وہ برسر اقتدار تھے اور مذکورہ رویے کے حامل تھے۔

اس وقت اسٹیبلشمنٹ اور ن لیگ میں کشمکش جاری ہے جس کے نتیجے میں ملک اور عوام کو سیاسی اور معاشی عدم استحکام کی وجہ سے شدید مشکلات کا سامنا ہے۔ بظاہر یہی نظر آتا ہے کہ اسٹیبلشمنٹ بالآخر اپنے منصوبوں کے مطابق نواز شریف کو جیل بھجوانے، ن لیگ کو کمزور کرنے اور اپنے حواریوں کو الیکشن جتوانے میں کامیاب ہوجائے گی یا بصورت دیگر ٹیکنو کریٹ/قومی حکومت بنوالے گی۔ پھر شاید کہیں جا کر حالات نارمل ہوں گے۔

ہم جیسے لوگ جو اس معاشرے اور ریاست کا مستقبل صرف اسلام میں محفوظ دیکھتے ہیں، انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا کہ نواز شریف جائیں تو عمران خان آئیں یا زرداری صاحب، یا شوکت عزیز جیسا کوئی ٹیکنو کریٹ آئے کیونکہ یہ سب سیکولر اور لبرل ہوتے ہیں اور امریکی چھتری تلے کام کرتے ہیں۔ ہماری مجبوری یہ ہے کہ ہم اپنی دینی توقعات پوری کرنے کے لیے دینی سیاسی جماعتوں کی طرف دیکھتے ہیں۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ وہ مسلک پرستی پر قائم ہیں، منتشر ہیں اور ان میں اتحاد واتفاق ناپید ہے۔ پبلک میں ان کا کوئی وزن نہیں، نہ ان کا کوئی ووٹ بنک ہے نہ ہوم ورک اور نہ مستقبل میں ان کا کوئی بڑا دینی کردار ہمیں نظر آتا ہے۔ یہی حال غیر سیاسی دینی عناصر کا ہے اور المیہ یہ ہے کہ کسی کو کارواں کے لٹنے کا احساس بھی نہیں۔ ہر کوئی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد میں خوش ہے۔ اے باری تعالیٰ! ہمارے حال پر رحم فرما۔

دریچے 'نقیبِ سحر'

پڑھتا جا شرماتا جا

۱۔ علامہ اقبال نے کہا تھا۔ 'جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی' لیکن ہمارے ذی وقار اور محترم علمائے دین اور مسلکی سیاسی جماعتوں نے علامہ اقبال کے اس شعر کو یوں بدل دیا ہے۔ 'جڑا ہو دیں سیاست سے تو بن جاتی ہے چنگیزی'۔شورش کاشمیری نے آج سے نصف صدی پہلے شاید اسی منظر کا اندازہ لگا کر کہا تھا۔

دینِ قیم کی عناں فتنہ گروں کے ہاتھ میں
یہ تماشا آج تک اسلام نے دیکھا نہیں

۲۔ جمہوریت کو بچہ جمورا بنا دیا گیا۔صداقت اور امانت کو جنسِ بازار بنا دیا گیا۔اب وہ بھی جن کے منہ سے نشہ آور پانی کی بدبو آتی ہے اور وہ بھی جن کا ساری زندگی کا وطیرہ ہی جھوٹے کیسوں کی پلیڈنگ رہی اور وہ بھی جو سینما کا ٹکٹ بیچتے بیچتے دنیا کے چوٹی کے مالداروں میں شمار ہوتے ہیں اور وہ بھی جن کا سیاسی کھونٹا صبح شام بدلتا رہتا ہے اور وہ بھی جو عدل وانصاف کی راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ ہیں صداقت وامانت پر درس دیتے اور صادق وامین ہونے کے فیصلے کرتے ہیں۔ایک دفعہ پھر شورش کاشمیری مرحوم یاد آرہے ہیں جنھوں نے چودہ سال پہلے کہا تھا کہ۔

اے میری قوم! تیرے حسنِ کمالات کی خیر
تو نے جو کچھ بھی دکھایا وہی نقشہ دیکھا

۳۔ دس پندرہ سال پہلے امریکی تھنک ٹینکس (Think Tanks) کی رپورٹس بتا رہی تھیں کہ اسلامی دنیا برباد کرنے کا نسخہ صوفی اسلام،شیعہ اسلام،سُنی اسلام کی تقسیم میں ہے۔امریکہ نے بھی اس ''کارِخیر'' کو آگے بڑھانے میں دامے درمے قدمے سخنے حصہ ڈالا اور ہم نے بھی اپنے آقائے ولیٔ نعمت کی معاونت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔پاکستان میں عموماً اور مشرقِ وسطی میں خصوصاً مسلکی اختلافات کی بھرپور آگ جلائی گئی۔اُدھر امریکہ مردہ باد کے نعرے لگتے رہے اور اِدھر امریکہ زندہ باد کے لیے خون کی ہولی کھیلی جاتی رہی۔بم پھٹتے رہے۔گولیاں چلتی رہیں اور ''امت مسلمہ'' کے چیتھڑے اُڑتے رہے۔اس سارے کھیل میں ایک طرف سے داعش برآمد

ہوئی تو دوسری طرف سے اسلامی ملکوں کا عسکری اتحاد۔ ہمارے فیلڈ مارشل کی آرزو پالنے والے عظیم جرنیل غیر مرئی مسلم سپاہ کے سپہ سالار بن گئے۔ حضرت عثمانؓ کے خونِ ناحق سے اُٹھنے والی مسلم اُمہ کی خلیج بڑھتی بڑھتی اب عرب وعجم کی منافست میں تبدیل ہوگئی۔ لبنان لہولہان ہوا، شام خون میں نہا گیا، عراق زخموں سے چور ہوا۔ لاکھوں لقمہِ اجل بن گئے، بلوچستان میں ہزارہ برادری بار بار زندگی لٹاتی رہی، افغانسان کا ایک ایک بچہ یتیم ہوا اور پاکستان دہشت گردی کا شکار ہوا، مسلکی جھگڑے اتنے بڑھے کہ راستے بند ہوئے، ریاست بے وقار ہوئی اور وہ جن کی بندوقوں نے قوم کی حفاظت کرنا تھی وہ فرقہ بازوں کی مارکٹائی کا نشانہ بنے۔ کامیاب کون ہوا؟ ناکام کون ہوا؟ یہ فیصلہ ابھی باقی ہے۔

۴۔ بڑے شہروں میں ٹریفک کا اژدہام ایک مسئلہ ہے۔ سڑکیں تنگ پڑ رہی ہیں، دولت کی ریل پیل سے گاڑیوں کی تعداد انسانوں سے بڑھتی نظر آتی ہے۔ دھوئیں اور شور میں گھنٹوں ٹریفک کا پھنسے رہنا ایک معمول بن چکا ہے۔ اس سے نفسیاتی مسائل بھی پیدا ہو رہے ہیں اور ماحولیاتی عدم توازن بھی جنم لے رہا ہے۔ بڑے شہروں میں اس مسئلہ کا حل ماس ٹرانزٹ سسٹم (Mass Trtansit System) میں ہے۔ میٹروبسیں، میٹروٹرین (زیرزمین یا بالائے زمین) اس کا حل بتایا جاتا ہے۔ لاہور میں اورنج ٹرین کا منصوبہ بنا۔ پنجاب حکومت نے جلد از جلد مکمل کرنے کا عزم کیا۔ مخالف قوتوں نے الجھاتے ہوئے تاریخی یادگاروں کے تحفظ کے نام پر عدالتوں کا رُخ کیا۔ بائیس ماہ تک عدالتیں انڈوں پر بیٹھی رہیں اور اورنج ٹرین کا کام کئی مقامات پر تعطل کا شکار رہا۔ عدالتِ عظمی نے فیصلہ محفوظ کر کے بھی آٹھ ماہ خواب مدہوشی میں گزار دیے۔ آخر چند دن پہلے حکومت کو اورنج ٹرین کا منصوبہ مکمل کرنے کی اجازت مرحمت فرما دی۔ اس عرصے میں ماحول خراب ہوا، عوام خوار ہوتے رہے، منصوبے کی لاگت اربوں روپے بڑھ گئی لیکن ''عدل وانصاف'' کے تقاضے پورے کرتے ہوئے عدالتِ محترمہ نے اپنی اہمیت واضح کر دی کہ قوم کی نبض اس وقت تک رُکی رہے گی جب تک جج صاحبان اُسے چلنے کی اجازت نہیں دیتے۔ ہے نہ فوری انصاف کی ایک درخشاں مثال اس کے بعد عوام کس برتے پر فوری اور سچے انصاف کا تقاضا کریں۔

مکالمہ مدیر

نقطۂ نظر

[اس شمارے سے البرہان میں مختصر تبصروں کا سلسلہ شروع کیا جا رہا ہے۔ "نقطۂ نظر" میں البرہان میں چھپنے والے مضامین پر قارئین کے تبصروں کا ہم مختصر جواب دیں گے یا ان مضامین پر ہم خود مختصر بتصرہ کریں گے کیونکہ بعض اوقات ہم مضمون شائع کر دیتے ہیں لیکن اس سے ہمیں مکمل اتفاق نہیں ہوتا۔ اس میں اہم دینی، سیاسی، سماجی، علمی معاملات وحوادث پر تبصرے بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ مدیر]

دینی سیاسی جماعتوں کی اہمیت

یونیورسٹی آف لاہور میں علوم اسلامیہ کے پی ایچ ڈی سکالر جناب احمد ابو احمد نے لکھا ہے کہ البرہان (خصوصاً شمارہ نومبر ۲۰۱۷ء) کے مطالعے سے یوں لگتا ہے کہ مدیر البرہان دینی سیاسی جماعتوں کی اہمیت کے قائل نہیں جبکہ دینی سیاسی جماعتیں ملکی سیاست میں اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔ ان کی جدوجہد کے مثبت نتائج بھی نکالے ہیں اور آئندہ بھی ملکی سیاست میں وہ اہم کردار ادا کر سکتی ہیں لہٰذا ان کی مذمت اور حوصلہ شکنی مناسب نہیں۔

عرض ہے کہ ہم دینی سیاسی جماعتوں کے وجود اور ان کی افادیت کے منکر نہیں۔ ریاستی قوت کو دینی مقاصد کے لیے استعمال کرنے کی خاطر اور اس قوت کو اسلام مخالف انداز میں استعمال کرنے والوں کی مزاحمت اور اصلاح کے لیے دینی سیاسی جماعتوں کی جدوجہد ناگزیر ہے۔ ہم یا البرہان میں لکھنے والے بعض ساتھی جب دینی سیاسی جماعتوں کے رویوں پر تنقید کرتے ہیں تو اس سے مقصود ان کی اصلاح ہوتی ہے تاکہ وہ مزید موثر اور مثبت انداز میں کام کریں، نہ کہ ان کے وجود کی نفی اور ان کی مذمت۔ اگر جناب ابو احمد صاحب کو ہمارے موقف کے بارے میں غلط فہمی جماعت اسلامی کو دیے گئے ہمارے مشورے کی وجہ سے ہوئی ہے تو اس کے اسباب دوسرے ہیں جن کی وضاحت آگے آ رہی ہے۔

جدید تعلیم، اسلامی تقاضے اور مشترکہ نصاب

البرہان نے تین اقساط میں اس موضوع پر ڈاکٹر محمد نعمان صاحب (جامعہ پشاور) کا

مضمون شائع کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے جدید علوم میں دینی تعلیم شامل کرنے کے لیے ایک طویل تمہید باندھی ہے اور پھر دینی مدارس بلکہ دیوبندی مدارس میں مروج کتابوں اور جدید تعلیم کا ایک مرکب یا ملغوبہ تجویز کیا ہے۔ تعلیمی ثنویت کے خاتمے اور یکساں نصاب کی تجویز کے طور پر یہ ایک اچھی کوشش ہے لیکن البرہان کے مستقل قاری یہ جانتے ہیں کہ ہمارا نقطۂ نظر اس سے مختلف ہے۔ ہمارا موقف یہ ہے کہ:

۱۔ جدید علوم کو اسلامی تناظر میں ڈھال کر بلکہ ان کی اسلامی تشکیلِ نو کر کے انہیں پڑھانا چاہیے نہ کہ جیسے مغرب زدہ وہ ہیں انہیں ویسے ہی پڑھا دیا جائے۔ ان میں دینی مدارس کی کتب کی بجائے نئی کتب کا انتخاب کیا جائے یا نئی کتب مدون کرائی جائیں۔

۲۔ دینی مدارس کا نظام ونصاب بھی ثنویت کے لحاظ سے قابل نظر ثانی ہے نیز اس میں بہت سے حک واضافے کی ضرورت ہے۔

جب تک ہم یہ دو کام نہیں کریں گے ہماری تعلیم کا قبلہ درست نہیں ہوسکتا اور نہ ایسی متوازن شخصیت پیدا ہوسکتی ہے جو عصرِ حاضر میں متوازن انداز میں دین کے انفرادی اور اجتماعی تقاضوں سے عہدہ برآ ہوسکے۔

ہمیں جماعت اسلامی سے محبت ہے

ڈاکٹر جاوید اکبر انصاری صاحب کے ساتھ جماعت اسلامی کے بارے میں بحث ومناقشہ کی وجہ سے البرہان کے پچھلے چند شماروں میں جو کچھ لکھا گیا، اس کے حوالے سے سندھ کے معروف اسلامی دانشور، مصنف، صوفی اور مدیر ماہنامہ بیداری (حیدر آباد) جناب محمد موسیٰ بھٹو صاحب نے ہمیں لکھا ہے کہ البرہان اچھا جا رہا ہے لیکن پچھلے کچھ عرصے سے دینی جماعتوں اور خصوصاً جماعت اسلامی پر تنقید بڑھ گئی ہے جو آپ کے مقاصد کے لیے فائدہ مند نہیں بلکہ نقصان دہ ہے کیونکہ اس سے جماعت کے کارکنوں اور قائدین میں ردعمل کی نفسیات جنم لے سکتی ہے اور وہ آپ کو اپنا مخالف اور بدخواہ سمجھ سکتے ہیں۔

ہم اس نقد اور مشورے کے لیے حافظ محمد موسیٰ بھٹو صاحب کے شکر گزار ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمیں جماعت اسلامی سے محبت ہے، ہم اس کے خیر خواہ ہیں اور ہماری اس سے بڑی توقعات

وابستہ ہیں۔ جب ہماری یہ توقعات پوری نہیں ہوتیں اور اقامت دین اور سیاست کے میدان میں جماعت کو ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو ہم اس کی محبت اور خیر خواہی سے مغلوب ہو کر اس کھوج میں پڑ جاتے ہیں کہ وہ کامیاب کیوں نہیں ہو رہی اور اسے مشورے دینے لگتے ہیں کہ وہ یہ کرے اور وہ کرے۔ اس میں ہماری کوشش یہ ہوتی ہے کہ ہمارا لہجہ نرم اور ہمدردانہ رہے لیکن اگر موسیٰ بھٹو صاحب جیسا ہمارا مخلص اور بے ریا دوست بھی یہ سمجھتا ہے کہ ہماری تحریریں 'مثبت اور مفید تنقید' کی حد سے تجاوز کر رہی ہیں تو یقیناً ہمیں اپنا محاسبہ کرنا چاہیے اور ہم ضرور ان شاء اللہ اپنے رویے پر نظر ثانی کریں گے۔

شکر ہے لوگ نماز نہیں پڑھتے

البرہان اکتوبر ۲۰۱۷ء میں مذکورہ عنوان سے جناب عاصم حفیظ صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ جس میں انہوں نے اس طرف توجہ دلائی تھی کہ شادی ہالز، ہسپتالوں اور پلازوں میں باجماعت نماز کے لیے مسجد نہیں بنائی جاتی اور اتنی جگہ مختص نہیں کی جاتی جس میں دس بیس آدمی بسہولت باجماعت نماز ادا کر سکیں۔ چنیوٹ سے البرہان کے ایک قاری جناب آفتاب عروج صاحب نے اپنی ایک تحریر میں ان کے مطالبے کی مخالفت کرتے ہوئے دو دلائل دیے ہیں۔ ایک یہ کہ ''عصری تقاضے'' بعض اوقات باجماعت نماز کو ممکن نہیں رہنے دیتے۔ اس کی مثال انہوں نے فیصل آباد کی ایک ٹیکسٹائل ملز کی دی ہے جس کے مالک تبلیغی جماعت کے سرگرم حامی تھے۔ ملز میں دو سے دس بجے رات کی شفٹ میں تین باجماعت نمازوں کے لیے فیکٹری کی مشینیں بند کر دی جاتی تھیں اور ملازمین کی بھرتی اور کارکردگی میں ''تبلیغی ہونا'' شرط تھی نہ کہ متعلقہ شعبے میں مہارت اور محنت سے کام کرنا، نتیجتاً فیکٹری خسارے میں گئی اور پھر بند ہو گئی۔ گویا فیکٹری کی ناکامی کی وجہ باجماعت نماز پڑھنا اور دینی احکام پر عمل کرنا تھا۔

دوسری دلیل انہوں نے یہ دی ہے کہ قرآنِ حکیم نے جہاں بھی نماز اور نیکی کا حکم دیا ہے (مثلاً العنکبوت :۴۵، البقرہ:۱۷۷، الماعون: ۱ تا ۶، ہود: ۷۸) وہاں معاشرتی اصلاح اور خدمت خلق کا حکم بھی ساتھ دیا ہے لہٰذا جو لوگ معاشرتی اصلاح اور خدمتِ خلق کا کام کرتے ہیں اور اپنی ڈیوٹی ذمہ داری سے ادا کرتے ہیں وہ درحقیقت نماز ہی ادا کرتے ہیں۔

ہمیں آفتاب عروج صاحب کی دونوں دلیلوں میں وزن نظر نہیں آتا۔ ہماری رائے میں

مذکورہ ٹیکسٹائل مل، مالکان کے غلط تصور دین کی وجہ سے بند ہوئی نہ کہ نماز باجماعت اور دینی احکام پر عمل کرنے سے۔ نماز باجماعت اس طرح ادا کی جاسکتی تھی کہ مشینری بند نہ ہو اور نہ کسی مخصوص طریقے سے تبلیغ کو شریعت نے اس طرح فرض اور واجب قرار دیا ہے کہ کام کی مہارت اور کارکردگی اس سے متاثر ہو بلکہ قرآن حکیم نے تو ملازمین کے لیے قوی اور امین ہونے کی صفات کا ذکر کیا ہے جس میں مہارت بھی مطلوب ہے اور محنت و کارکردگی بھی۔

عروج صاحب کی دوسری دلیل بھی تارِ عنکبوت ہے کیونکہ آدمی بار بار نماز پڑھے گا تو ہی اس کا تعلق اللہ سے مضبوط ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کا داعیہ اس کے اندر پیدا اور مضبوط ہوگا اور وہ معاشرتی اصلاح اور خدمت خلق کے کام کر سکے گا۔ لہٰذا معاشرتی اصلاح اور خدمت خلق کے کام صلاۃ نہیں ہیں اور نہ نماز کا بدل ہیں کہ یہ کام کیے جائیں اور نماز چھوڑ دی جائے بلکہ یہ کام نماز کا لازمی تقاضا اور نتیجہ ہیں اور جو لوگ نماز ادا کرتے ہیں اور یہ اس کے تقاضے پورے نہیں کرتے وہ گویا نماز ادا نہیں کرتے، لہٰذا انہیں متنبہ کیا جائے کہ نماز ادا کرنے کا یہ لازمی نتیجہ نکلنا چاہیے کہ وہ اپنی معاشرتی ذمہ داریاں ادا کریں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ نماز غیر ضروری ہے، اس کے ادا کرنے کی کوئی اہمیت نہیں اور اس کے لیے اہتمام و انصرام ضروری نہیں۔

بلا شبہ عربی زبان میں 'عبادت' کا لفظ وسیع معنوں کا حامل ہے اور اس میں پرستش اور مراسم عبودت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے سارے کام عبادت ہیں لیکن عبادت بمعنی اطاعت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ عبادت بمعنی پرستش اور مراسم عبودیت غیر اہم ہے۔ بلکہ قرآن وسنت سے پتہ چلتا ہے کہ معاملہ اس کے برعکس ہے یعنی عبادت بمعنی پرستش اور مراسم عبودیت زیادہ اہم اور زیادہ ضروری ہے کہ اس کے بغیر اطاعت ممکن ہی نہیں بلکہ یہ اس کا ذریعہ اور ماخذ ہے۔

خلاصہ یہ کہ بلا شبہ معاشرتی اصلاح اور خدمت خلق اہم ہیں اور جزو عبادت ہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ صلاۃ کو جو اصل عبادت ہے غیر اہم سمجھا جائے اور اس کے اہتمام و انصرام کو اہمیت نہ دی جائے۔

تبصرۂ کتب　　مدیر

تعمیر سیرت کا کام اور اس کے تقاضے

از حافظ محمد موسیٰ بھٹو

تعمیرِ سیرت/ تربیت/ کردار سازی/ تزکیۂ نفس یہ وہ افضل ترین اور اہم ترین کام ہے جو ہر مسلم فرد، معاشرے اور ریاست کو کرنا چاہیے لیکن حالات کا تجزیہ یہ بتاتا ہے کہ ہم سب اس بنیادی ذمہ داری سے غافل ہیں۔ حیدرآباد (سندھ) کے حافظ محمد موسیٰ بھٹو صاحب کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ اس موضوع کو اہمیت دیتے ہیں اور اس حوالے سے ان کی بلاشبہ بیسیوں کتب موجود ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب، جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے، براہ راست تعمیر سیرت کے موضوع پر ہے۔ اس کے تین اہم حصے ہیں۔ ۱: تعمیر سیرت اور اس کے تقاضے۔ ۲: شخصیت کی تعمیر میں اہل تصوف کا کردار۔ ۳: تعمیر شخصیت کے حوالے سے کچھ اہم نکات۔ بھٹو صاحب نے اس کتاب میں تعمیرِ سیرت کی اہمیت، ذرائع اور طریق کار، اس میں تصوف کا کردار، فرد، معاشرے اور ریاست پر اس کے اثرات سے تفصیلی بحث کی ہے۔ جدید سکالر جو تزکیہ وتصوف کی مخالفت کرتے ہیں ان پر تنقید بھی کی گئی ہے جیسے جاوید غامدی صاحب اور عمار یاسر (ناصر) صاحب۔

موسی بھٹو صاحب کا شمار سینئر دانشوروں، صوفیوں اور لکھاریوں میں ہوتا ہے اور ہمارے دل میں ان کا بہت احترام ہے۔ تاہم اگر وہ مناسب سمجھیں تو ہماری دو تجاویز پر غور فرمائیں۔ ایک یہ کہ کتاب کی ابواب وفصول میں تقسیم قاری کے لیے کتاب کے مندرجات کے فہم میں معاون ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ ان کی تحریر میں تصوف کا روایتی اسلوب اور تصوف کی اصطلاحات کی کثرت آج کے جدید ذہن اور سلیس اسلوب کے عادی قارئین کے لیے غیر مانوس ثابت ہوسکتی ہے۔

بھٹو صاحب کے ادارے کی ایک خوبی یہ ہے کہ وہ سستی کتابیں مہیا کرتے ہیں کیونکہ کتب فروشی ان کا کاروبار نہیں بلکہ اس موضوع پر پڑھنے والوں کو مفید اور مقصدیت کی حامل کتابیں مہیا کرنا ان کا مشن ہے چنانچہ ۱۶۰ صفحات کی اس کتاب کی قیمت ۱۰۰ روپے ہے۔ ملنے کا پتہ: سندھ نیشنل اکیڈمی (ٹرسٹ) ۴۰۰ بی، لطیف آباد ۴، حیدرآباد (سندھ) فون 022-3861864

البرہان ۲۰۱۷ء - ایک نظر میں

جنوری،فروری

مشمولات

Oشذرات		
خوئے غلامی - الفاظ کی واپسی - کروڑوں لوگوں کے ساتھ دھوکہ دہی کی سرعام وارداتیں	مدیر	۴
Oتعلیم وتبیت		
- جدید نظام تعلیم طلبہ اپنا دین وایمان بچانے کی فکر کریں	سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ	۹
- دینی تعلیم کی موجودہ صورت حال	ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ	۱۷
Oمیڈیا		
اسلام دشمن بلاگرز شکنجے میں	پروفیسر عاصم حفیظ	۲۱
Oفہم دین		
اقامت دین کا صحیح تصور کیا ہے؟	عبدالرحمن	۲۴
Oاستفسارات		
مغربی فکر وتہذیب کا رد کیا مدیر البرہان کا موقف شدت پسندی پر مبنی ہے؟	ڈاکٹر محمد امین	۲۸
Oنوائے حق		
پہنچی وہیں پہ خاک - ایک جرأت مند وکیل کی تلاش	''حق گو''	۳۲
Oاسلامی تحریکیں		
اسلامی انقلابی جدوجہد ٹرمپ کی کامیابی سے کیا سیکھ سکتی ہے؟ اور البرہان کا تبصرہ	ڈاکٹر جاوید اکبر انصاری	۳۶
Oاسلام اور مغرب		
اسلام اور گلوبلائزیشن (آخری قسط)	پروفیسر ڈاکٹر خالد علویؒ	۴۳
Oاسلام اور پاکستان		
-قتل غیرت کا قانون غیر اسلامی ہے	ملی مجلس شرعی	۴۸
-پاکستان کا مخدوش اسلامی مستقبل - قابل عمل اصلاحی تجاویز	ادارہ	۴۹
Oتبصرہ کتب		
-محاضرات تعلیم از ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ	مدیر	۵۵
-دلیل کا دور - بنک انٹرسٹ: منافع یا ربا؟ از محمد انور عباسی		۵۶

مارچ

مشمولات

Oشذرات		
- یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے؟		۴
- یہ دہشت گردی نہیں رُک سکتی	مدیر	۵
Oتعلیم وتبیت		
- مسلم برصغیر کی دینی تعلیم کی تاریخ: مختصر جائزہ	ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ	۶
- عصری نصاب تعلیم کی مقاصد تعلیم سے دوری	سید خالد جامعی	۱۵
Oمیڈیا		
ٹرمپ، بلاگرز اور کشمیر	پروفیسر عاصم حفیظ	۲۶
Oعلوم القرآن		
مبہمات القرآن	مولانا عبدالحمید الہری	۲۸
Oفہم دین		
- اقامت دین کا صحیح تصور	ڈاکٹر محمد امین	۳۴
Oغلبہ دین		
- غلبۂ دین کے تقاضے	محمد مشتاق ربانی	۳۹
- پاکستان کا مخدوش اسلامی مستقبل	ادارہ	۴۳
Oاسلام اور مغرب		
- مغربی جمہوریت: متبادل کیا ہے؟	مدیر	۴۴
- مغرب کا ایجاد کردہ نیا مذہب: مذہب انسانیت ڈاکٹر طاہر مسعود صاحب کی خدمت میں	معراج محمد	۵۲
Oتبصرہ کتب		
- عبدالرشید ارشد: ایک مطالعہ	مدیر	۵۸
- جناب غلام احمد پرویز کی فکر کا علمی جائزہ		۵۸

اپریل

مشمولات

Oفکر ونظر		
- ذرا نم ہو تو یہ مٹی	مدیر	۴
Oتعلیم وتبیت		
- دینی تعلیم کی موجودہ صورتِ حال (آخری حصہ)	ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ	۸
- بچیوں کی تعلیم - چند غور طلب پہلو	ڈاکٹر محمد امین	۱۳
- علوم کی اسلامی تشکیل نو علامہ اقبال اور ڈاکٹر رفیع الدین - تقابلی جائزہ	پروفیسر ڈاکٹر محمد شفیق عجمی	۱۴
Oاسلام اور پاکستان		
- اسلام اور دہشت گردی کا بیانیہ	مدیر	۲۹
- پاکستان کا مستقبل - اسلام یا سیکولرزم؟	پروفیسر ملک محمد حسین	۳۶
Oفہم دین		
انسان عبد ہے یا خلیفہ؟	ڈاکٹر محمد امین	۳۹
Oاستفسارات		
- نہی عن المنکر کون کرے گا؟	مدیر	۳۶
Oاتحاد امت/توہین رسالت		
- راجہ ظفر الحق صاحب سے ایک ملاقات	مدیر	۳۸
Oاسلام اور عصر حاضر		
- اسلام کے سیاسی نظام کی تشکیلِ نو	ڈاکٹر انعام اللہ	۵۱
Oتبصرہ کتب		
- 'سیکولرزم' مؤلف ڈاکٹر سفر الحوالی	مدیر	۵۵
- 'جمہوریت اور شورائیت - ایک تقابلی مطالعہ'		۵۷

مئی

مشمولات

Oفکر ونظر		
یامعشر العلماء دینی قوتوں کو خود احتسابی کی ضرورت	مدیر	۴
Oتعلیم وتبیت		
- اسلامیات کی تعلیم - نئی جہت کی تلاش	پروفیسر ملک محمد حسین	۹
- تربیت کا مفہوم		۱۱
- علوم کی اسلامی تشکیل نو (۲) علامہ اقبال اور ڈاکٹر رفیع الدین - تقابلی جائزہ	پروفیسر ڈاکٹر محمد شفیق عجمی	۱۵
Oتوہین رسالت		
- مردان میں نظامِ عدل کی موت	پروفیسر عاصم حفیظ	۲۰
- سانحہ مردان کی مذمت بجا لیکن....	ڈاکٹر محمد امین	۲۳
Oاسلام اور پاکستان		
- جائیں تو جائیں کہاں؟	پروفیسر ملک محمد حسین	۲۷
- پاکستان میں انتخابی معرکہ (دینی سیاسی جماعتوں کے لیے ایک تجزیہ)		۳۱
- جعلی پیر اور جاہل مرید	پروفیسر عاصم حفیظ	۳۷
Oمغربی فکر وتہذیب		
مغرب کا مشینی انقلاب	محمد عمران خان	۳۹
Oتزکیۂ نفس		
معیارِ زندگی بلند کرنے کی دوڑ	احمد اعوان	۵۰
Oمطالعۂ کتاب		
'تعلیم، امن اور اسلام'	مدیر و نائب مدیر	۵۲
Oکس قیامت کے یہ نامے خداوندا تیرے یہ سادہ دل بندے	ادارہ	۵۸

جون

مشمولات

Oفکرونظر		
آخری مورچہ	مدیر	۴
Oتعلیم وتبیت		
پنجاب میں تعلیم کا فروغ - کیوں اور کیسے؟	پروفیسر ملک محمد حسین	۵
Oتوہین رسالت		
- تحفظِ ناموسِ رسالت اور علماء کا کمزور پڑتا موقف	ڈاکٹر محمد امین	۷
- ایک گستاخِ رسول کے قتل کی وڈیو دیکھ کر عشاقِ مصطفیٰ کی مذمت کرنے والے ایک عالمِ دین سے مکالمہ	سید خالد جامعی	۲۱
Oاسلام اور پاکستان		
- کیا انتخابات پاکستان میں تحفظ وغلبۂ اسلام کا ذریعہ ہیں؟	مدیر	۴۹
ڈاکٹر جاوید اکبر انصاری صاحب سے ایک مکالمہ		
- تہذیبی ارتداد میں غامدی صاحب کا کردار	ڈاکٹر نادر عقیل انصاری	۵۷

جولائی

مشمولات

Oفکرونظر		
خواب ادھورے رہ جاتے ہیں	مدیر	۴
Oتعلیم وتحقیق		
دو اہم علمی وتحقیقی منصوبے جن میں ہمیں اہل علم اور جامعات کے تعاون کی ضرورت ہے سکولوں میں تدریس القرآن کا اہم منصوبہ جس میں ہمیں معاشرے، اہل تعلیم اور اہل خیر کا تعاون درکار ہے	ڈاکٹر محمد امین	۵
Oتعلیم وتبیت		
- سکول نصاب میں اہم تبدیلیاں ناگزیر ہیں	مدیر	۱۷
- تعلیم کا فروغ اور ہمارا قومی المیہ	پروفیسر ملک محمد حسین	۲۲
Oرمضان المبارک		
- ہم نے رمضان المبارک سے کیا سیکھا؟		۲۷
- ہلالِ عید ہماری ہنسی اڑاتا ہے	علامہ اقبال	۲۸
Oتزکیۂ نفس		
حادثہ		۲۹
Oعالم اسلام		
عالم اسلام - امریکی استعمار کی سازشوں کے نرغے میں	ڈاکٹر محمد امین	۳۰
Oتحفظ ناموس رسالت		
- مردان یونیورسٹی کیس پر جے آئی ٹی رپورٹ	علامہ محمد صدیق	۳۷
- مشال قتل کیس - جے آئی ٹی رپورٹ کا بھرپور تجزیہ اس رپورٹ کے بارے میں چند علماء سے مکالمہ	سید خالد جامعی	۴۰
- انصاف کا قتل	مدیر	۹۰

اگست

مشمولات

Oفکرونظر		
ہم کہ ٹھہرے اجنبی اتنی مداراتوں کے بعد	مدیر	۴
Oتعلیم وتربیت		
- شکایت ہے مجھے یارب خداوندانِ مکتب سے	پروفیسر ملک محمد حسین	۱۰
- تربیتِ اساتذہ کا خاتمہ... ذمہ دار کون؟	پروفیسر ملک محمد حسین	۱۴
Oتعلیم وتحقیق		
- ایک دینی جامعہ کی تنظیم نو کا خاکہ	ڈاکٹر محمد امین	۱۵
- مطالعۂ مغربی فکر وتہذیب - کتابیات ومآخذ	سید خالد جامعی	۲۰
Oتزکیۂ نفس		
تزکیۂ نفس اور عصرِ حاضر	ڈاکٹر محمد امین	۲۹
Oاسلام اور پاکستان		
- یہ ہمارا ظالمانہ نظامِ عدل!	'نقیب سحر'	۴۵
- گندے اور نجس پانی کا استعمال	مدیر	۴۹
Oاستفسارات		
کون سے علماء انبیاء کے وارث ہیں؟ فرقہ واریت کا سدباب کیسے ہوسکتا ہے؟ دین فروشی سے کیا مراد ہے؟	ڈاکٹر محمد امین	۵۰

ستمبر

مشمولات

Oفکرونظر		
وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ میاں نواز شریف کی ہزیمت ورسوائی کا اصل سبب	مدیر	۶
Oتعلیم وتحقیق		
- اسلامی تحقیق کے اُصول	ڈاکٹر محمد رفیع الدین	۸
- مطالعۂ مغربی فکر وتہذیب - کتابیات ومآخذ (آخری قسط)	سید خالد جامعی	۲۰
Oاسلام اور مغرب		
اسلام، سیکولرازم اور اقبال	پروفیسر محمد انور صادق	۲۹
Oفہم دین		
کرپشن کی شرعی حیثیت	ڈاکٹر محمد امین	۴۳
Oپاکستانیات		
- یہ اخلاقی پستی کی انتہاء ہے	مدیر	۴۵
- میرا دکھ کچھ اور ہے	'نقیب سحر'	۵۰
Oمیڈیا		
الیکٹرانک میڈیا کی لت	عبدالمتین	۵۴
Oمغربی فکروتہذیب		
اہل مغرب کے اخلاق وعدل کا افسانہ	فرید اللہ الصافی	۵۶

اکتوبر

مشمولات

○صدائے حق		
عقل تم کو ذرا نہیں آتی	پروفیسر طارق بٹ	۴
○فہم دین		
عصرِ حاضر میں تجدید واحیائے دین	ڈاکٹر محمد امین	۵
○تعلیم و تحقیق		
اسلامی تحقیق کے اصول(۲)	ڈاکٹر محمد رفیع الدینؒ	۲۸
○اسلام اور پاکستان/ڈائیلاگ		
- انتخابات پاکستان میں تحفظ اور غلبۂ دین کا ذریعہ ہیں	ڈاکٹر جاوید اکبر انصاری	۳۶
- شکر ہے لوگ نماز نہیں پڑھتے	پروفیسر عاصم حفیظ	۴۵
- یورپ کا ''سہا ہوا مذہب'' اور قانونِ توہینِ رسالت		۴۷
○اسلامی تحریکیں		
دینی جدوجہد: نئی حکمت عملی کی ضرورت	ڈاکٹر انعام اللہ	۵۰
○مطالعۂ کتاب		
اسلامی نظریاتی کونسل' ادارہ جاتی پس منظر اور کارکردگی'	ڈاکٹر انوار بگوی	۵۵

نومبر

مشمولات

○تعلیم و تربیت		
- تدریس القرآن کا جدت آمیز منصوبہ	پروفیسر ملک محمد حسین	۴
- مادہ پرستانہ تعلیم کے تباہ کن اثرات	حافظ محمد موسیٰ بھٹو	۷
- اسلامی تحقیق کے اصول(۳)	ڈاکٹر محمد رفیع الدینؒ	۹
- جدید نصاب، دینی تقاضے اور مشترکہ نصابی خاکہ	ڈاکٹر محمد نعمان	۱۷
○انتخابی جدوجہد اور غلبۂ دین		
- سید مودودیؒ اور جماعت اسلامی کی فکر	ڈاکٹر محمد امین	۲۳
- انتخابی جدوجہد سے غلبۂ دین ممکن نہیں	پروفیسر طارق بٹ	۴۰
- موجودہ انتخابی ڈھانچہ غیر اسلامی ہے	چوہدری رحمت علی	۴۵
- جماعت اسلامی کی خدمت میں ایک مخلصانہ تجویز	مدیر	۵۱
○اسلام اور پاکستان		
- اسلامی انقلاب کیسے آسکتا ہے؟	مفتی ابولبابہ شاہ منصور	۵۳
- پڑھتا جا شرماتا جا	'نقیب سحر'	۵۶

دسمبر

مشمولات

اعتذار		۴
○فکر و نظر		
'باغی'	مدیر	۵
○تعلیم و تربیت		
- اسلامی تحقیق کے اصول (آخری قسط)	ڈاکٹر محمد رفیع الدینؒ	۶
- دینی مدارس - خبردار، ہوشیار	ڈاکٹر محمد امین	۱۲
- جدید تعلیم، دینی تقاضے اور مشترکہ نصاب (۲)	ڈاکٹر محمد نعمان	۱۵
- تقاریظ:	مولانا مفتی محمد خاں قادری	۲۲
تدریس القرآن ①	مولانا زاہد الراشدی	۲۳
○جدید اسلامی تحریکیں		
- دینی جدوجہد-نئی اپروچ کی ضرورت	ڈاکٹر انعام اللہ	۲۴
- البرہان کا موقف	مدیر	۳۰
○تزکیۂ نفس		
- خوف وخشیتِ الٰہی-حصول کے ذرائع اور ثمرات	محمد خاں منہاس	۳۷
○دروس و عبر		
- مکانی اور زمانی اندھاپن	پروفیسر ملک محمد حسین	۴۴
- پڑھتا جا شرماتا جا	'نقیب سحر'	۴۸
○اسلام اور مغرب		
- 'ہم امریکی دہشت گرد ہیں' عراقی جنگ میں شریک ایک امریکی فوجی کا اعتراف	محمد ندیم	۵۱
- دجال کی آمد کی ممکنہ تیاریاں	مدیر	۵۵
○مختصر تبصرے		
کتاب نما	مدیر	۵۷

صحبتِ صالح کے اثرات

گِلے خوشبوئے در حمام روزے
رسید از دستِ محبوبے بدستم
گفتم که مشکے یا عبیری
که ز بوئے دلآویزِ تو مستم
گفتا من گِلے ناچیز بودم
ولیکن مدتے با گُل نشستم
جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہمه خاکم که ہستم

(حافظ سعدی شیرازیؒ)

ایک مہربان نے مجھے کچھ مٹی دی جس سے بہت بھینی خوشبو آرہی تھی۔ میں نے کہا اے مٹی! تم مُشک ہو کہ عنبر کہ تمہاری خوشبو سے مَیں مدہوش ہوا جاتا ہوں۔ اس نے کہا: میں عام سی مٹی تھی لیکن گلستان میں مجھ پر پھول گرتے رہتے تھے اور مجھ پر پڑے رہتے تھے۔ تو ان پھولوں کی خوشبو مجھ میں رچ بس گئی ہے ورنہ مَیں وہی عام سی مٹی ہوں۔